مئی

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

عظیم اغوا

اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود فاروق فرزانہ اور انسپکٹر جمشید کے کارنامے

عظیم اغوا

اشتیاق احمد

اٹلانٹس پبلیکیشنز

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول	عظیم اغوا
نمبر	755
پبلشر	فاروق احمد
قیمت	45/روپے

اطلاع عام

بچوں کے مشہور و معروف مصنف اشتیاق احمد کی انسپکٹر جمشید سیریز، انسپکٹر کامران مرزا سیریز، شوکی سیریز اور عمران سیریز اور دیگر تمام پرانے اور نئے آنے والے ناول صرف اور صرف اٹلانٹس پبلیکیشنز کراچی سے شائع ہوں گے۔ اگر اشتیاق احمد صاحب کے مذکورہ کرداروں پر بھی ناول کسی اور شخص یا ادارے نے کسی بھی صورت میں شائع کئے تو وہ ہر قسم کے قانونی مواخذے کا ذمے دار ہوگا۔ اشتیاق احمد کے ناولوں کی ہر طرح کی پبلشنگ کے حقوق صرف اور صرف اٹلانٹس پبلیکیشنز کے پاس ہیں۔

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلکیشنز
D-83 سائٹ۔ کراچی
فون: 2578273 - 2581720
e-mail: atlantis@cyber.net.pk

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دوسرا مجرم حاضر ہے... وصول کر لیجیے، معلوم نہیں، اس سے مل کر آپ کو کوئی خوشی ہوتی ہے یا نہیں... مجرموں سے مل کر خوشی ہوا بھی نہیں کرتی۔ اس بار کا مجرم پورے ناول میں آپ کی نظروں سے اوجھل رہے گا... میرا مطلب ہے... آپ اسے پہچان نہیں پائیں گے... یہ دعویٰ نہیں، صرف ایک خیال ہے جو حرف غلط کی طرح غلط بھی ہوسکتا ہے... آپ بھی تو آخر میرے قاری ہیں... اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں... اب میرے دعوے کے بعد اگر آپ نے کہیں ناول کے مجرم کو پہچان لیا تو آپ تو اڑائیں گے میرا خوب مذاق... کہیں گے بڑا بنا پھرتا ہے ناول نگار... اور چلا تھا دعوے کرنے... ہم تو اس ناول کے نصف میں ہی ناول کے مجرم کو جان گئے تھے...

جی ہاں! پھر مجھے اس قسم کے خطوط ملتے ہیں... اس لیے میں نے پہلے ہی وضاحت کردی کہ یہ صرف میرا خیال ہے... دعویٰ نہیں...

آپ ناول کو خالص جاسوسی ناول پائیں گے... اس قسم کے ناولوں کی مجھ

سے اکثر فرمائش کی جاتی ہے... اب اتفاق دیکھیے کہ اس بار فرمائش صاحبہ موصول نہیں ہوئیں... ناول ذہن میں آگیا اور یہ اچھا ہی ہوا... اگر کہیں پہلے فرمائش آجاتی تو سر پکڑ کر بیٹھنا پڑتا کہ اب لکھیے جاسوسی ناول... ایسا ناول جس میں مجرم کا دور دور تک پتا نہ ہو... اور پڑھنے والے چکر کھاتے رہ جائیں...

سو میں سر پکڑنے سے بال بال بچ گیا... اب چاہے آتیں رہیں فرمائشیں... لیجیے اب آپ ناول شروع کردیں... ورنہ یہ دو باتیں بور ہو جائیں گی...

گھاری

روشی نے اجنبی کو حیرت بھر نظروں سے دیکھا، پھر بولی:

''معاف کیجیے گا... میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔''

''ہاہاہا...'' اجنبی نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا... اس کے گالوں پر ایک تھپکی دی پھر بولا:

''میں تمہارا ماموں ہوں... ماموں۔''

''ماموں... میری امی جان کے بھائی؟'' اس کے لہجے میں حیرت در آئی۔

''ہاں بھئی... ماموں، ماں کے بھائی ہی ہوتے ہیں۔''

''لل... لیکن... امی جان نے تو کبھی آپ کا ذکر نہیں کیا۔''

''اس کی وجہ ہے... اور وہ وجہ میں اطمینان سے بیٹھ کر ہی بتا سکتا ہوں... کیا تم اپنے ماموں کو اندر آنے کے لیے بھی نہیں کہوگی۔''

''اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے... آخر آپ یہاں تک آ کیسے گئے... سیکیورٹی گارڈز نے آپ کو روکا کیوں نہیں۔''

''ہاہاہا۔'' اس نے پھر اسی انداز میں قہقہہ لگایا... پھر بولا:

''یہی تو مزے کی بات ہے... جب میں نے انہیں بتایا کہ میں بیگم صاحبہ کا بھائی ہوں تو انہوں نے مجھے فوراً اندر جانے کے لیے کہہ دیا۔''

''یہ... یہ کیسے ہوسکتا ہے۔'' روشی بے اعتباری کے انداز میں گویا ہوئی۔

"کیا مطلب! کیا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے فوراً پوچھا۔

"گارڈز اس بات پر فوری طور پر اعتبار کر ہی نہیں سکتے... یہ گھر کسی عام آدمی کا گھر تو ہے نہیں... یہاں تک آنے کے لیے کسی کو کئی رکاوٹیں دور کرنا پڑتی ہیں... اپنے بارے میں پورا اطمینان کرانا پڑتا ہے... تب کہیں جا کر ایک گارڈ پہلے اندر فون کرتا ہے... آنے والے کے بارے میں بتاتا ہے... اور جب تک اندر سے اجازت نہیں مل جاتی... اسے بیرونی دروازہ عبور نہیں کرنے دیا جاتا... اس لیے میں حیران ہوں کہ آپ کیسے آ گئے۔"

"میرے لیے یہ کام ذرا بھی مشکل ثابت نہیں ہوا..." وہ مسکرایا۔

"یہی تو میں جاننا چاہتی ہوں۔"

"اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ آخر سوسن کا بھائی ہوں۔"

"بے شک یہ میری امی کا نام ہے... لیکن نام جان لینے کا مطلب یہ تو نہیں کوئی آپ کو نہ روکے اور سیدھا اندر آنے دے۔"

"تم بہت ہوشیار بچی ہو روشی... اور ہونا بھی چاہیے... مجھے خوشی محسوس ہو رہی ہے... سوسن گھر آئے گی تو میں اس کے سامنے تمہاری تعریف کروں گا۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکی۔

"اب کس بات پر حیرت ہوئی تمہیں؟"

"آپ کو یہ تک معلوم ہے کہ امی جان گھر پر نہیں ہیں۔"

"ہاں بالکل میں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ اس وقت آپ کے ڈیڈی بھی گھر میں نہیں ہیں... کیونکہ انہیں اکٹھے ہی ایک پارٹی میں جانا تھا!... اور تمہیں چونکہ اس قسم کی پارٹیوں کا شوق نہیں ہے اس لیے تم ان کے ساتھ نہیں

گئیں۔"

"حیرت ہے... کمال ہے... آپ کو تو گویا ہر بات معلوم ہے۔"

"اس میں حیرت کی کوئی بات بھی نہیں... میری سوسن سے بات ہو چکی ہے۔"

"ان سب باتوں کے باوجود میں پہلے گارڈز سے بات کروں گی... پھر آپ کو اندر آنے کے لیے کہوں گی... کیونکہ آخر یہ ملک کے بہت بڑے سائنس دان کی تجربہ گاہ ہے... اور آپ کا یہاں تک آ جانا بہت پراسرار معاملہ ہے۔"

"ٹھیک ہے... آپ پہرے داروں سے معلوم کر لیں۔" اس نے پہلی بار بُرا سا منہ بنایا... ورنہ اب تک وہ برابر مسکراتا رہا تھا۔

روشی نے جیب سے موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کیا... لیکن سلسلہ نہ ملا... اب اس نے دوسرے گارڈ کا نمبر ملایا... اس نمبر پر بھی کوئی جواب نہ ملا... اب تو اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے... اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑی۔

"ارے ارے... کہاں جا رہی ہو۔" اجنبی نے مذاق اڑانے کے انداز میں ہانک لگائی... لیکن اس نے تو جیسے سنا ہی نہیں... بس دوڑتی چلی گئی اور اس کیبن تک پہنچ کر دم لیا... جس میں گارڈز موجود رہتے تھے...

اس وقت اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا... جب اس نے چاروں گارڈز کو اندر بے ہوش پڑے پایا... اس نے گھبرا کر چاروں برجوں کی طرف دیکھا، وہاں ہر وقت چار گن مین کھڑے رہتے تھے... اب اسے دوسرا جھٹکا لگا... چاروں برجوں پر کوئی گن مین نہیں تھا...

روشی کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی... آخر اس نے چیخ کر کہا:

"یہ سب کیا ہے... کہاں ہو تم لوگ؟"

اس کی آواز فضا میں گم ہو گئی... کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا... ساتھ ہی اسے اجنبی کا خیال آیا... اسے تو وہ اندرونی دروازے پر ہی چھوڑ آئی تھی... اب وہ بدحواس ہو کر اندر کی طرف دوڑ پڑی... اس نے دیکھا اندرونی دروازہ چوپٹ کھلا تھا اور اجنبی کہیں نظر نہیں آ رہا تھا... اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ وہ اندر داخل ہو چکا تھا اور یہ ایک خطرناک بات تھی... اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... اندر کی طرف دوڑ لگا دی... لیکن پھر فوراً ہی اسے ایک زبردست جھٹکا لگا... وہ رک گئی... اس نے خود سے کہا:

"یہ میں کیا بے وقوفی کرنے جا رہی ہوں... میں تو اندر اس کے قابو میں آ جاؤں گی۔"

اس خیال کے آتے ہی اس نے واپس باہر کی طرف دوڑ لگا دی... اندرونی دروازے سے باہر نکلنے پر بھی وہ نہ رکی اور بیرونی دروازے پر آ کر دم لیا... اب پہلے اس نے اپنا سانس بحال کیا... پھر جیب سے موبائل نکال کر جلدی جلدی کسی کے نمبر ڈائل کیے، پھر بولی:

"السلام علیکم فرزانہ... فوراً پہنچو... ہم... ہم خطرے میں..."

اس کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... کیونکہ اندر سے باہر نکل کر اجنبی اچانک اس کے سامنے آ گیا تھا... پھر وہ چند قدم آگے بڑھا اور اس نے موبائل اس کے ہاتھ سے اچک لیا... موبائل کان سے لگاتے ہی چونک اٹھا... دوسری طرف فرزانہ مسلسل ہیلو ہیلو کر رہی تھی... اس نے پرسکون آواز

میں کہا:

"یہاں ہر طرف خیریت ہے... فکر کی ضرورت نہیں۔" یہ کہتے ہی اس نے موبائل آف کر دیا۔

روشی کے حلق سے کوئی آواز نہ نکل سکی... خوف کے عالم میں اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا... پھر اس کے منہ سے نکلا:

"آپ... آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"میں... میں ہوں... گھاری۔" وہ ہنسا۔

"گھاری!" روشی کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! گھاری... لگتا ہے، تم میرا نام سن چکی ہو۔"

"مجھے ڈیڈی نے بتایا تھا کہ کچھ نامعلوم لوگ برابر ان کی ٹوہ میں ہیں... ساتھ ہی انہوں نے کہا تھا، لیکن فکر کی کوئی بات نہیں... ہماری تجربہ گاہ کے حفاظتی انتظامات زبردست ہیں... گھاری اور اس کے ساتھی ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے... اور میں مطمئن ہو گئی تھی... لیکن اب میں دیکھ رہی ہوں... ہمارے پہرے دار تو بری طرح ناکام ہو گئے ہیں۔"

"گھاری کا طریقہ کچھ ایسا ہی ہے۔" وہ خوفناک انداز میں مسکرایا۔

"تت... تم... تم چاہتے کیا ہو؟"

"ڈاکٹر جبران ڈاہر کے آنے پر بتاؤں گا... اس سے پہلے نہیں... یہ بتاؤ... تم نے فون کسے کیا ہے۔"

"اپنی ایک دوست کو۔"

"اور اس سے تم نے کیا کہا ہے... کہ وہ تمہاری مدد کرے... یعنی ایک لڑکی تمہاری مدد کرے گی۔"

''اگر وہ یہاں تک پہنچ گئی تو ضرور مدد کر سکے گی۔''

''اچھی بات ہے... میں اس کا بھی انتظار کروں گا... یہ لو... تمہارے ڈیڈی اور ممی کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔''

''تو تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ انہیں کب آنا ہے۔'' روشی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یہ پوچھو... مجھے کیا معلوم نہیں... گھاری کی شہرت بلاوجہ تو ہے نہیں۔''

''میں تو تمہارا نام تک پہلی بار سنا ہے۔'' روشی نے منہ بنایا۔

''میں تمہاری بات نہیں کر رہا... جرائم کی دنیا یا پھر عالمی تحقیقاتی اداروں کی بات کر رہا ہوں... جن کے پاس بین الاقوامی جاسوسوں کے ریکارڈ ہوتے ہیں۔''

''اوہ... تو تم عالمی قسم کے مجرم ہو۔'' روشی سہم گئی۔

''کیوں... ہو گئیں حواس باختہ۔''

''میں اپنے لیے نہیں... آنے والوں کے لیے خوف محسوس کر رہی ہوں۔''

''لیکن تم خوف محسوس کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکو گی... یہ کہتے ہی وہ بلا کی تیزی سے اس کی طرف بڑھا... وہ گھبرا کر پیچھے کی طرف ہٹی... لیکن بوکھلاہٹ میں الٹ کر گری... ساتھ ہی اس نے ایک رومال اس کے ناک پر رکھ دیا اور پھر اسے کچھ ہوش نہ رہا۔

اب گھاری نے جلدی جلدی اس کو ہلایا جلایا... آخر اس کا اطمینان ہو گیا کہ وہ واقعی بے ہوش ہو چکی ہے... تب کہیں جا کر اس نے

اطمینان کا سانس لیا... اب اس نے جیب سے ریشم کی ڈوری نکالی اس کے ہاتھ پاؤں باندھے... اس کے منہ پر ٹیپ چپکائی... پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا...

اس نے بیرونی دروازہ اندر سے بند کر دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا... کبھی کبھی وہ ایک نظر بے ہوش روشی پر بھی ڈال لیتا۔ آخر دروازے کی گھنٹی بجی... اس نے فوراً دروازے کا رخ کیا... پہلے میجک آئی سے باہر دیکھا... اسے دو لڑکے اور ایک لڑکی نظر آئے... اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی... اس نے بغیر کچھ بات کیے دروازہ کھول دیا۔

''آپ... آپ کون ہیں...؟'' بڑا لڑکا مارے حیرت کے بولا۔

''آپ کس سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''بھئی یہ تجربہ گاہ ڈاکٹر جبران ڈاہر کی ہے... ان کی بیٹی روشی میری کلاس فیلو ہیں... انہوں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون کیا تھا... انہیں ہم سے کچھ کام ہے... لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کون ہیں۔''

''میں ان کا نیا ملازم ہوں... وہ اندر کمرے میں ہیں۔''

تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر ان کے قدم اندر کی طرف بڑھے... وہ انہیں اس جگہ تک لے آیا... جہاں روشی بندھی پڑی تھی۔

''یہ... یہ کیا؟'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

''جی ہاں! میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں۔'' وہ مسکرایا۔

''کیا مطلب... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔'' لڑکی نے اسے گھورا۔

''یہ کہ مجھے نہیں معلوم... یہ کیا ہوا۔''

”آپ نے ابھی بتایا تھا کہ آپ یہاں ملازم ہیں... اور آپ کو معلوم نہیں کہ یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔“

”جی نہیں... مجھے بالکل معلوم نہیں میں تو اپنے کوارٹر میں تھا کہ دروازے کی گھنٹی بجی میں نے دروازہ کھولا تو آپ نظر آئے... میں آپ لوگوں کو لے کر اندر آیا تو جو آپ نے دیکھا... وہی میں نے دیکھا۔“

”اوہ... تو یہ بات ہے۔“

”جی ہاں... بالکل یہی بات ہے۔“

”تب پھر سب سے پہلے روشی کو کھولنا چاہیے... اور انہیں ہوش میں لانا چاہیے... تاکہ معلوم ہو... انہیں کیا ہوا ہے۔“

”میں... کوئی چاقو یا چھری لاتا ہوں...“ اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور تیزی سے چل کر کمرے سے نکل گیا۔

”چلو محمود... تم اپنا چاقو نکالو اور رسیاں کاٹ دو۔“

عین اس لمحے انہوں نے دروازہ باہر سے بند ہونے کی آواز سنی:

☆☆☆☆☆

خوفناک سوال

”یہ... یہ کیا ہوا؟“ فرزانہ نے بوکھلا کر کہا۔

”یہ باہر سے دروازہ بند کیا گیا ہے... تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں ہوا...“ فاروق جھلا اٹھا۔

”انگارے کس خوشی میں چبا رہے ہو؟“ فرزانہ اس پر پلٹ پڑی۔

”لگتا ہے... یہ شخص تجربہ گاہ کا ملازم نہیں ہے... ورنہ اسے باہر سے دروازہ بند کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“ محمود بڑبڑایا۔

”ضرورت کی بھی ایک ہی کہی... بھئی ضرورت کا کیا ہے... کسی وقت بھی کسی بھی چیز کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔“ فاروق نے منہ بنایا۔

”اب تم سے کون مغز مارے۔“

”یہاں تم دو کے علاوہ اور ہے بھی کون... روشی صاحبہ پہلے ہی بے ہوش پڑی ہیں اور ان کے نئے ملازم صاحب ابھی ابھی باہر نکل گئے ہیں اور جاتے جاتے دروازہ باہر سے بند کر گئے ہیں... جانتے ہو کیوں؟“ فاروق شوخ انداز میں کہتا کہتا رک گیا۔

اتنی دیر میں محمود اپنے چاقو سے رسیاں کاٹ چکا تھا... اس نے روشی کو ہلایا جلایا... تو اس نے آنکھیں کھول دیں... ساتھ ہی وہ چونک کر بولی:

”اوہ... تم لوگ آ گئے... اور... اور وہ کہاں ہے؟“

”کون وہ...“

”اس کا مطلب ہے... وہ تم لوگوں کے آنے سے پہلے ہی چلا گیا۔“

روشی کھوئے کھوئے انداز میں بولی۔

"اس کا حلیہ کیا تھا۔" فرزانہ جلدی سے بولی۔

"اس کا چہرہ لمبوترا، ناک بہت لمبی، آنکھیں بہت چھوٹی چھوٹی اور گہرے نیلے رنگ کی تھیں... اس کا قد عام سا تھا... یعنی نہ وہ لمبا نظر آتا تھا، نہ چھوٹے قد کا۔" روشی نے جلدی جلدی بتایا۔

"تب ہماری اس سے ملاقات ہو چکی ہے... لیکن اس نے ہمیں بتایا تھا کہ وہ اس گھر کا نیا ملازم ہے۔"

"ملازم... نہیں نہیں... گارڈز اور ملازموں کو تو اس نے راستے سے ہٹا دیا تھا... وہ سب نہ جانے کس حال میں ہیں اور کہاں ہیں۔" روشی نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے... وہ ان سب کو ادھر ادھر کر کے آیا تھا۔"

"ہاں!" روشی نے کہا اور تفصیل سنا دی۔

تینوں فوراً باہر کی طرف دوڑے... سب لوگ انہیں دروازے کے ساتھ بنے کیبن میں بے ہوش پڑے نظر آئے... آخر انہیں ہوش میں لایا گیا۔

"ہاں! بتاؤ کیا ہوا تھا... ایک اکیلا آدمی تم سب کو بے ہوش کرنے میں کیسے کامیاب ہو گیا؟"

"وہ سیدھا ہماری طرف آیا... ہم سمجھے ڈاکٹر صاحب سے ملنے آیا ہے... نزدیک آتے ہی اس نے کہا؟ یہ میرا کارڈ ہے... یہ کہتے ہوئے اس نے جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ ہاتھ باہر آیا تو اس میں رومال تھا... بس اس نے رومال لہرا دیا اور ہم سب بے ہوش ہو گئے۔" ایک پہرے دار نے جلدی جلدی

بتایا۔

"کیا اس وقت تم سب ایک جگہ جمع تھے۔"

"ہاں! ہم شام کی چائے پی رہے تھے... شام کے ٹھیک پانچ بجے ہم سب کیبن میں چائے پینے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔" پہرے دار نے بتایا۔

"اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ اس شخص کو تم لوگوں کے اس معمول کا پتا تھا۔" فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"اس بارے میں بھلا ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔"

"آپ کچھ کہہ سکتے ہیں یا نہیں... لیکن ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں... یہ ہمارا روز کا کام ہے... خیر کوئی بات نہیں... اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کیا کچھ لے گیا ہے۔"

"اوہ ہاں! روشی نے چونک کر کہا۔

فرزانہ نے پہرے داروں کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا:

"آپ لوگ اب ذرا ہوشیار ہو کر پہرہ دیں اور ایک وقت میں سب لوگ ایک جگہ جمع نہ ہوں... تاکہ کوئی خطرہ پیش آ جائے تو سب کے سب اس کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

اب انہوں نے اندر کا رخ کیا... محمود نے روشی سے کہا:

"تم ذرا جلدی جلدی یہ دیکھ لو کہ کسی جگہ سے کوئی چیز اڑانے کے آثار پائے جا رہے ہیں یا نہیں... کیونکہ ہمیں تو کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا۔"

"اچھی بات ہے۔" روشی حرکت میں آ گئی۔

وہ صحن میں آ بیٹھے...

"حملہ آور کو صرف یہی معلوم نہیں تھا کہ پہرے دار شام کے ٹھیک پانچ بجے اکٹھے چائے پیتے ہیں... اور اس غرض کے لیے وہ کیبن میں جمع ہوتے ہیں... اس کے علاوہ بھی اسے بہت سی باتیں معلوم تھیں... آخر کیسے؟" محمود کہتے کہتے نزدیک ایک جھٹکے سے رک گیا۔

"آخر کیسے کیا؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"آخر اسے یہ سب باتیں کیسے معلوم تھیں۔"

"یہ تو اس سے پوچھ کر ہی بتا سکوں گا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"ویسے لگتا ہے... یہاں حفاظتی انتظامات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی ہے۔" محمود بولا۔

"جب کہ اس کی بہت ضرورت ہے... ڈاکٹر جبران ڈاہر اتنے کم اہم آدمی نہیں ہیں... یہ تو ہمارے ملک کا بہت قیمتی سرمایہ ہیں۔"

"اچھا ہوا... آج وہ گھر میں نہیں تھے... ورنہ نہ جانے کیا ہو جاتا۔" فرزانہ بولی۔

عین اس لمحے روشی تیز تیز چلتی ان کے نزدیک آ گئی... اس کے چہرے پر اطمینان ہی اطمینان تھا۔

"ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہے... کسی چیز کو بھی ہلایا جلایا نہیں گیا۔"

"اوہ... اوہ۔" تینوں مارے حیرت کے دھک سے رہ گئے۔

"یہ کیا... تم پریشان کیوں ہو گئے... بات تو خوشی کی ثابت ہوئی ہے۔" روشی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی نہیں... بہت پریشان کن بات ہے۔" فرزانہ نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب... بھلا وہ کیسے؟"

"آخر اس نے جو یہاں آ کر اتنا کچھ کیا... پہلے پہرے داروں کو بے ہوش کیا، پھر اندر آ گیا... اور تمہیں بے ہوش کیا... اور چپ چاپ... بغیر کچھ لیے چلا گیا... آخر کیوں۔"

"تب پھر ہو سکتا ہو... وہ کوئی ایسی چیز لے گیا ہو... جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم... اور ایسی چیز ڈیڈی کی کوئی ایجاد ہی ہو سکتی ہے۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے... اور ایجادات وغیرہ کے بارے میں ڈیڈی ہی آ کر بتا سکتے ہیں..."

"تب پھر ہم ان کے آنے تک یہیں ٹھہریں گے۔" محمود نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔" روشی نے خوش ہو کر کہا۔

آخر ڈاکٹر جبران ڈاہر اپنی بیگم کے ساتھ تجربہ گاہ پہنچ گئے... روشی انہیں فون پر سارے حالات سنا چکی تھی اور وہ تقریب درمیان میں چھوڑ کر واپس آ گئے تھے:

"آپ تینوں کو یہاں دیکھ کر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں... اللہ کرے یہاں پر ہر طرح خیریت ہو... میں اپنی تمام چیزوں کو چیک کرتا ہوں۔"

"اور چونکہ میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں... اس لیے مجھے تو اجازت دیں۔" بیگم جبران نے تھکی تھکی آواز میں کہا... ان کے چہرے پر واقعی تھکن کے آثار بالکل صاف نظر آ رہے تھے۔

''ٹھیک ہے... بیگم... آپ تو چلیں۔'' ڈاکٹر جبران مسکرائے۔

بیگم صاحبہ ان کی طرف مڑیں۔

''مجھے افسوس ہے... میں آپ لوگوں کے ساتھ کچھ دیر نہیں بیٹھ سکی... پھر کسی موقعے پر ہم ضرور بیٹھیں گے اور بات چیت کریں گے...'' یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائیں... انہوں نے سر ہلا دیے اور تیز تیز چلتی ان کی نظروں سے اوجھل ہوگئیں۔

''اب آپ اپنی چیزوں کا جائزہ لے لیں... اور بغور جائزہ لیں... کیونکہ اس عجیب وغریب شخص کا اس طرح آنا اور اتنا کچھ کر کے چلے جانا بلا وجہ نہیں ہوسکتا... دوسری بات یہ کہ اسے آپ کے پروگرام کی ایک ایک بات معلوم تھی... تجربہ گاہ کے معمولات، پہرے داروں کے معمولات سب اسے معلوم تھے... مثلاً اسے یہ تک معلوم تھا کہ تمام پہرے دار ٹھیک پانچ بجے شام کیبن میں چائے پیتے ہیں... آپ لوگوں کے کسی تقریب میں جانے اور واپس آنے کے بارے میں بھی اسے معلوم تھا... ویسے سچی بات یہ ہے کہ ہمیں اس کی معلومات پر حیرت ہے... آخر یہ سب معلومات اسے کس نے دیں۔ یہ ضرور گھر کے کسی بھیدی کا کام ہے۔''

''گھر کے بھیدی کا کام۔'' ڈاکٹر جبران کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں جناب بالکل... خیر پہلے آپ اپنی تمام چیزوں کا جائزہ لے لیں... ہم یہیں بیٹھے ہیں۔''

''اور میں ان کے پاس بیٹھتی ہوں۔'' روشی مسکرائی۔

''ٹھیک ہے۔'' یہ کہ کر ڈاکٹر جبران ڈاہر اندرونی حصے کی طرف چلے گئے۔

''روشی تم ہماری کم از کم اس سلسلے میں مدد کرو۔''

''کس سلسلے میں۔''

''اس اجنبی کو... تمام تر معلومات کس نے دیں۔''

''میں... اس سلسلے میں بھلا کیا کہ سکتی ہوں۔''

''کیا تمام پہرے دار قابل اعتماد ہیں۔''

''ڈیڈی کو ان پر پوری طرح اعتماد ہے... وہ سب بہت پرانے ہیں... یہ کام ان میں سے کسی کا نہیں ہوسکتا۔''

''تب پھر اس نامعلوم حملہ آور کو یہ تمام باتیں کس نے بتائیں۔''

''اس پر ہمیں غور کرنا ہوگا۔''

''اس سلسلے میں ہمارا ایک تجربہ ہے۔'' ایسے میں محمود نے چہکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''اور وہ کیا؟'' روشی نے فوراً کہا۔

''یہ کہ بعض اوقات اچھے بھلے لوگوں کو لالچ لے بیٹھتا ہے... ہوسکتا ہے کسی پہرے دار نے لالچ میں آ کر یہ معلومات اسے دی ہوں۔''

''چونکہ ہم پہرے داروں کو جانتے ہیں، لہٰذا ہم تو یہ بات نہیں کہہ سکتے۔''

''اچھا خیر... ہم اس معاملے میں تفتیش کریں گے۔''

''اصل پریشانی یہ ہے کہ وہ یہاں کرنے کیا آیا تھا۔''

''ڈیڈی کے آنے پر ہی کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔''

آخر اندر سے ڈاکٹر جبران ڈاہر باہر نکلے... وہ فوراً ان کی طرف مڑے... انہیں ان کے چہرے پر عجیب سے تاثرات آئے۔

"کیا رہا ڈاکٹر انکل۔" محمود بے تابانہ انداز میں بولا۔

"میں نے ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لیا... اپنی ایجادات کو چیک کیا... اور مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ تمام چیزیں اپنی جگہ پر جوں کی توں موجود ہیں... اب سوال یہ ہے کہ پھر وہ یہاں کیوں آیا تھا؟"

"یہ سوال... بہت خوفناک سوال ہے۔" فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب... خوفناک سوال۔" ڈاکٹر جبران نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں جناب! اگر کوئی چیز گئی ہوتی تو ہمیں فکر صرف اس چیز کی کرنی ہوتی ... لیکن اب جب کہ کوئی چیز بھی نہیں گئی... تو کیا کیا جائے گا... آخر وہ کیوں آیا تھا۔ کیا کرنے آیا تھا... کیا یہ سوالات خوفناک نہیں ہیں۔"

"بالکل ہیں... اب تو میں بھی خوف محسوس کر رہا ہوں۔"

"شوق سے خوف محسوس کریں... اس معاملے میں ہم آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔" فاروق نے سرسراتے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب ... کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔" ڈاکٹر جبران نے چونک کر فاروق کی طرف دیکھا... ادھر محمود اور فرزانہ کے منہ بن گئے۔

"میرا مطلب ہے... ہم خوف محسوس کرنے میں آپ کا پوری طرح ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"آپ اس کی باتوں پر نہ جائیں۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"جی ہاں! بلکہ آپ ان کی باتوں پر جائیں ... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" فاروق ہنسا۔

"حد ہوگئی... حد ہوگئی۔" فرزانہ جل گئی۔

"اب جب کہ یہاں دور دور تک کوئی خطرہ نظر نہیں آ رہا... تو کیوں نہ ہم چلیں... اور گھر جا کر آرام سے سو جائیں۔"

"ٹھیک ہے... مجھے کوئی اعتراض نہیں... ہم چلتے ہیں۔" تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

روشی نے الجھن کے عالم میں ان پر ایک نظر ڈالی... پھر اپنے ڈیڈی کی طرف دیکھنے لگی:

"تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟" وہ بولے۔

"جی ہاں! صرف یہ کہ کیوں نہ ہم آج کی رات انہیں یہاں روک لیں۔"

"میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں... انہیں بھی آرام کرنا چاہیے۔"

"کیوں بھئی... آپ جانا پسند کریں گے یا۔" ڈاکٹر جبران بولے۔

"بالکل ٹھیک اب یہاں ہمارا کوئی کام تو ہے نہیں۔"

اس مرتبہ روشی بھی کچھ نہ کہہ سکی... وہ ان سے رخصت ہو کر باہر نکل آئے اور اپنی کار میں گھر چلے آئے... جونہی گھنٹی کے جواب میں دروازہ کھلا، انہیں اپنے والد کی شکل نظر آئی... ان کے چہرے پر ایک شوخ مسکراہٹ تھی... پھر ان کے منہ سے نکلا:

"کر بیٹھے نا غلطی۔"

خطرات

انہوں نے حیرت بھرے انداز میں اپنے والد کی طرف دیکھا، پھر محمود نے کہا:

''جی! کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ تم سے بہت بڑی غلطی ہوئی... تمہیں وہیں ٹھہرنا چاہیے تھا۔'' وہ اب بھی مسکرائے جا رہے تھے۔

''کک... کیا آپ پروفیسر ڈاکٹر جبران ڈاہر کی تجربہ گاہ کی بات کر رہے ہیں۔''

''ہاں تو اور کیا؟''

''لیکن آپ کو کیا معلوم... کہ وہاں کیا ہوا... اور ہم کیا غلطی کر آئے ہیں۔''

''تمہیں وہیں ٹھہرنا چاہیے تھا... ہم یہ بات پھر کریں گے کہ یہ بات مجھے کیسے معلوم ہے... لہٰذا فوراً واپس جاؤ۔''

''جی... کیا کہا آپ نے... فوراً واپس جائیں... لیکن ہم ڈاکٹر صاحب سے کہیں گے کیا... جب کہ خود ہم...'' محمود نے کہنا چاہا، لیکن فوراً ہی انسپکٹر جمشید نے اس کی بات کاٹ دی۔

''کچھ بھی کہہ دینا... بس تم جاؤ... وقت ضائع نہ کرو... گھاری کوئی عام آدمی نہیں ہے...''

''یہ تو خیر ہم محسوس کر چکے ہیں۔''

''اور پھر بھی یہاں چلے آئے۔'' انہوں نے بڑا سا منہ بنایا۔

''واقعی ہم سے غلطی ہوئی۔''

عین اس لمحے ان کے موبائل کی گھنٹی بجی... انسپکٹر جمشید نے جلدی سے موبائل جیب سے نکالا اور نمبر دیکھے... فوراً ہی ان کے منہ سے نکلا:

''خان رحمان کا نمبر... اللہ اپنا رحم فرمائے۔''

یہ کہتے ہی انہوں نے بٹن دبا دیا... دوسری طرف سے خان رحمان نے صرف اتنا کہا:

''بس چلے آؤ جمشید۔''

ساتھ ہی انہوں نے فون بند کر دیا:

''میں خان رحمان کی طرف جا رہا ہوں... ادھر بھی کوئی گڑ بڑ ہے... اور یہ سارا چکر ضرور... اس گھاری کا ہے... وہ نہیں۔''

ان کے الفاظ ایک بار پھر درمیان میں رہ گئے... اس وقت موبائل کی گھنٹی پھر بجی تھی... انسپکٹر جمشید کے منہ سے خوف کے عالم میں نکلا:

''پپ... پروفیسر داؤد کا نمبر۔''

''یا اللہ رحم۔''

انہوں نے سنا، پروفیسر داؤد کہہ رہے تھے:

''جمشید... یہاں خطرہ ہے... جلدی آؤ۔''

ساتھ ہی انہوں نے فون بند کر دیا... انسپکٹر جمشید چلائے:

''میں پروفیسر داؤد کی طرف جا رہا ہوں... فرزانہ تم میرے ساتھ آؤ... محمود... تم خان رحمان کی طرف جاؤ... اور فاروق تم ڈاکٹر جبران ڈاہر کی طرف۔''

"مم... میں اکیلا۔"

"ہاں تم اکیلے... اگر تجربہ گاہ میں گڑبڑ ہوئی تو فرزانہ تمہاری طرف آجائے گی... میں خان رحمان کی طرف جاؤں گا... جلدی کرو۔"

اور انہوں نے دوڑ لگا دی... محمود نے خان رحمان کے دروازے پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا... وہاں چاروں طرف کسی گڑبڑ کے آثار نظر نہ آئے... لیکن یہ بات گھر کے باہر کی حد تک تھی... اندر تو گڑبڑ ہو سکتی تھی... اس نے آگے بڑھ کر پہلے تو دروازے پر دباؤ ڈالا... پھر گھنٹی کا بٹن دبا دیا... جلد ہی دروازہ کھلا اور خان رحمان کی صورت نظر آئی... ساتھ ہی وہ چلا اٹھے:

"یہ کیا محمود... تت... تم اکیلے۔"

"جی میں اکیلا انکل... السلام علیکم۔"

"لیکن کیوں..."

"بتاتا ہوں... اندر چل کر... لیکن پہلے آپ بتائیں... ہوا کیا ہے۔"

"پپ پتا نہیں۔"

"کیا کہا... پتا نہیں۔" محمود نے مارے حیرت کے کہا۔

"ہاں محمود... میں نے یہی کہا ہے... پتا نہیں... اس لیے کہ ہمیں نہیں معلوم کیا معاملہ ہے..."

"چلیے... پہلے اندر چلتے ہیں۔"

دونوں اندر آئے... صحن میں بیگم خان رحمان، حامد، سرور اور ناز بیٹھے نظر آئے... یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو:

"جلدی بتائیں... کیا ہوا ہے۔"

"یہ پوچھو محمود... کیا نہیں ہوا۔" خان رحمان نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلیے پھر پہلے یہ بتا دیں۔" محمود مسکرایا۔

"حد ہو گئی... یار ہم سب کا بڑا حال ہے... اور تم مسکرا رہے ہو۔"

"تو کیا انکل... میرے رو پڑنے سے یا پریشان ہو جانے سے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نن... نہیں... اچھا خیر سنو..." خان رحمان نے کہا ہی تھا کہ اچانک دروازے کی گھنٹی بجی۔

"ارے باپ رے... یہ... یہ ضرور وہی ہے... یہ تو پھر آ گیا... اب کیا ہوگا۔"

"کک... کون وہی؟"

"جس کی وجہ سے ہم پریشان ہیں۔"

"ابھی آپ دروازہ نہ کھولیں... پہلے مجھے بتائیں بات کیا ہے۔"

"اب سے آدھ گھنٹا پہلے ہمیں گھر کے اندر عجیب و غریب قسم کی آوازیں سنائی دی تھیں... ہم بہت حیران ہوئے اور ڈر سے گئے... بیرونی دروازہ اندر سے بند تھا اور زینے کا دروازہ بھی اندر کی طرف سے بند تھا... اس صورت میں بھلا گھر کے اندر کوئی کیسے ہو سکتا تھا... لیکن آوازیں مسلسل آ رہی تھیں... ہم نے سوچا کوئی چور کسی نہ کسی طرح آ گیا ہے... میں نے پستول ہاتھ میں لیا اور ایک ایک کمرہ کو دیکھنا شروع کیا... آخر وہ ہمیں نظر آ گیا۔" خان رحمان یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئے۔

"کیا مطلب انکل...؟" محمود چونکا۔

"وہ لائبریری میں تھا اور پورے اطمینان سے بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا تھا... میں نے اسے للکارا... تو وہ اپنی جگہ سے ہلا ہی نہیں... ہمیں بہت حیرت ہوئی... میں اس کے نزدیک چلا گیا... اور اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا تو اس نے سر موڑ کر مجھے دیکھا پھر بہت پرسکون انداز میں بولا:

"کیا بات ہے جناب۔"

"تم کون ہو اور اندر کس طرح داخل ہوئے؟"

"ایسا کرنا میرے کچھ بھی مشکل نہیں۔" وہ پراسرار انداز میں مسکرایا۔

"کیا مطلب... تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"کسی کے مکان میں داخل ہونا میرے لیے کوئی مسئلہ نہیں... میں جب چاہوں داخل ہو سکتا ہوں... بند دروازے یا دیواریں... میرا راستہ نہیں روک سکتے۔"

"آخر کیسے... کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ... تم دیوار میں سے بھی گزر جاتے ہو۔"

"ہاں بالکل... تم کہو تو ابھی ایسا کر کے دکھا دوں۔"

"ہاں! ذرا دکھانا۔"

میرے یہ کہنے پر وہ میری آنکھوں کے سامنے دیوار میں سے نکل گیا۔" یہاں تک کہہ کر خان رحمان خاموش ہو گئے۔

"کیا مطلب... وہ آپ کے سامنے دیوار میں سے نکل گیا... اور دیوار اسی حالت میں رہی یا ٹوٹ گئی۔"

"نہیں... دیوار کو کچھ بھی نہیں ہوا... بس یوں لگا جیسے کوئی سایہ نکل

گیا ہو اور اب پھر وہی ہے دروازے پر۔" خان رحمان بولے۔

"لیکن... اسے دروازے کھلوانے کی کیا ضرورت ہے... وہ تو دیوار میں سے نکل کر آ سکتا ہے۔" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہ ہاں... تب پھر وہ دروازے پر کیوں کھڑا ہوا ہے۔"

"یہ آپ کا خیال ہے... ہو سکتا ہے... دروازے پر کوئی اور ہو۔"

"ارے باپ رے۔" خان رحمان نے بوکھلا کر کہا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔ محمود نے پیچھے دوڑ لگا دی۔ اتنے میں خان رحمان دروازہ کھول چکے تھے۔

انہوں نے دیکھا... دروازے پر ایک اجنبی شخص کھڑا مسکرا رہا تھا... خان رحمان نے جو غور سے اس کی طرف دیکھا تو چلا اٹھے:

"محمود... یہ وہی ہے۔"

"اوہو... اچھا۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں! میں وہی ہوں... یہ دیکھیے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک عجیب حرکت کی... وہ بڑی طرح اچھلے۔ عین اسی لمحے موبائل کی گھنٹی بجی۔

☆☆☆☆☆

نظر کا دھوکہ

انسپکٹر جمشید فرزانہ کے ساتھ پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ کے باہر پہنچے... چاروں طرف نظریں ڈالنے پر انہیں بہت حیرت ہوئی...

''یہ کیا! یہاں تو ہر طرح خیریت ہے... تمام سیکیورٹی اہلکار اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں۔''

''اندر چلتے ہیں... معلوم ہو ہی جائے گا۔'' فرزانہ بڑبڑائی۔

پہرے داروں نے انہیں دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا اور وہ اپنی گاڑی اندر لے آئے... اندر بھی انہیں ہر طرف خیریت نظر آئی... اب وہ اندرونی حصے میں پہنچے اور دروازے پر دستک دی... جلد ہی شائستہ نے دروازہ کھولا... اور انہیں دیکھ کر حیرت زدہ سی رہ گئی:

''آپ... خیر تو ہے انکل۔''

''کیوں... کیا بات ہے۔'' انہوں نے بھی حیران ہو کر کہا۔

''یہی تو میں آپ سے پوچھ رہی ہوں۔''

''گویا یہاں ہر طرح خیریت ہے۔''

''ہاں! الحمدللہ! کیا آپ کو کوئی بری خبر ملی تھی۔''

''پروفیسر صاحب نے فون کیا تھا کہ ادھر گڑبڑ ہے... فوراً آ جاؤ۔''

''نہیں... میں تو ایک گھنٹے سے ان کے ساتھ ہوں... میں ایک تجربے میں ان کا ہاتھ بٹا رہی تھی... وہ ایک ایسی ایجاد ہے جس کے بارے میں انہوں نے اپنے کسی اسسٹنٹ تک کو نہیں بتایا۔'' شائستہ نے بتایا۔

''کیا مطلب! یہ کیا بات ہوئی بھلا... ان کے تو سبھی اسسٹنٹ بااعتماد ہیں۔'' فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ بات نہیں... بس وہ اس ایجاد کو اپنے تک رکھنا چاہتے ہیں۔'' شائستہ نے مسکرا کر کہا۔

''اس طرح تو پھر تم راز میں شریک ہو گئی ہو۔''

''نہیں... مجھے نہیں معلوم وہ کیا ریسرچ کر رہے ہیں... میں تو ان کی صرف مدد کر رہی ہوں... لیکن اگر وہ مدد کے لیے کسی نائب کو بلائیں گے تو وہ سمجھ جائے گا کہ کیا تجربہ ہو رہا ہے۔''

''اوہ ہاں! اس بات کا امکان ہے... خیر... پھر تو ہم نے آپ دونوں کو پریشان کیا۔''

''اس میں آپ کا... ارے مگر... یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔'' شائستہ نے چونک کر کہا۔

''کیا کہنا چاہتی ہو۔'' فرزانہ نے اس کی طرف دیکھا۔

''اگر فون ابا جان نے نہیں کیا تھا تو آپ کو کیوں پتا نہیں چلا... کوئی ماہر سے ماہر آواز بدلنے والا بھی ابا جان کی آواز میں بات کرے تو آپ کو پتا چل جائے گا... پھر ایسا کیوں نہیں ہوا۔''

''ہاں! اس پر مجھے بھی حیرت ہے... وہ آواز نقلی تھی... لیکن میں نہیں پہچان سکا... یہ میری زندگی کا انوکھا ترین واقعہ ہے... خیر! اس پر ہم پھر غور کریں گے... پہلے اندر چلتے ہیں۔''

پروفیسر داؤد انہیں دیکھ کر کھل اٹھے:

''آؤ جمشید... اور کیا حال ہے فرزانہ۔''

''الحمدللہ انکل... ہم خیریت سے ہیں... تو آپ نے ابا جان کو فون نہیں کیا تھا۔''

''کیا مطلب؟'' وہ چونکے۔

اب انہیں اصل بات بتائی گئی... وہ سن کر بولے:

''حیرت ہے... کمال ہے... افسوس ہے... تم بھی اندازہ نہیں لگا سکے کہ میری بجائے کوئی اور بول رہا ہے۔''

''اسی پر تو مجھے... ارے ہاں! خان رحمان کی طرف سے بھی تو ایسا ہی فون ملا تھا اور میں نے محمود کو بھیج دیا تھا... پہلے تو اس سے رابطہ کرتے ہیں۔''

یہ کہ کر انہوں نے محمود کے نمبر ملائے... سلسلہ ملتے ہی محمود کی آواز سنائی دی تو وہ بولے:

''ہاں محمود... ادھر کیا رہا۔''

''عجیب وغریب حالات ہیں... لیکن ہے ہر طرح خیریت۔''

''کیا مطلب... کیا اس طرف سے واقعی خان رحمان نے فون کیا تھا۔''

''جی ہاں... یہ کیوں پوچھا آپ نے۔''

''پروفیسر صاحب کے ریسرچ سینٹر سے کوئی فون نہیں کیا گیا تھا... یہاں ہر طرح خیریت ہے... جس نے فون کیا تھا... وہ کوئی اور تھا۔''

''یہ... یہ کیسے ہوسکتا ہے... آپ کیوں نہ جان سکے۔''

''اسی بات پر ہم بھی حیران ہیں... ارے باپ رے۔''

''جی... کیا ہوا؟''

''معاملہ گڑبڑ ہے... خان رحمان کی طرف بھی خیریت ہے... اور

تجربہ گاہ میں بھی... تب پھر گڑبڑ ڈاکٹر جبران ڈاہر کی تجربہ گاہ میں ہے... دوڑو... محمود روانہ ہو جاؤ... ارے باپ رے... جس طرف خطرہ ہے... ہم نے اس طرف فاروق کو بھیج دیا۔''

''پھر کیا ہوا ابا جان... فاروق آخر فاروق تو ہے ہی۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''آیئے پروفیسر صاحب... آپ بھی چلیں... ادھر سے محمود کے ساتھ ضرور خان رحمان آئیں گے۔''

''چلو بھئی چلو...''

''اور آپ کا تجربہ۔''

''اس پر تو کام ہو ہی رہا ہے۔'' وہ مسکرا دیے۔

اب وہ پوری رفتار سے ڈاکٹر جبران ڈاہر کی تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے...

''لیکن ابا جان... آپ نے محمود سے یہ معلوم نہیں کیا کہ وہاں کیا ہوا ہے... کیونکہ کچھ نہ کچھ تو بہر حال ہوا ہے۔''

''کرو اسے فون۔''

فرزانہ نے محمود کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر اس نے پوچھا:

''کیا تم روانہ ہو چکے ہو۔''

''ہاں! انکل بھی ساتھ ہیں...''

''بہت خوب! اب ذرا یہ بتادو کہ ادھر کیا واقعہ پیش آیا۔''

محمود اسے بتانے لگا... آخر میں اس نے بتایا:

''اور پھر وہ شخص میری آنکھوں کے سامنے دیوار سے نکل کر آنکھوں

سے او جھل ہو گیا۔"

"کیا بے پر کی ہانک ہے ہو۔" فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"حد ہو گئی... میں کیوں ہانکنے لگا بے پر کی... جب کہ پر کی ہانک سکتا ہوں... اور پھر انکل خان رحمان کی موجودگی میں بات ہو رہی ہے۔"

"اوہ اوہ... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"یہ بات تم ابا جان سے پوچھ لو۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے۔"

اس نے فون بند کیا اور ساری بات انہیں سنا دی... ان کے والد کے چہرے پر ذرا بھی حیرت کے آثار ظاہر نہ ہوئے تو فرزانہ کو حیرت ہوئی:

"آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہوئی۔"

"بالکل نہیں... کوئی خاص بات نہیں، ہپنو ٹائز کر کے ایسا تاثر دینا ممکن ہے... یعنی نظر کا دھوکا۔۔ خاص بات یہ ہے کہ کوئی نا معلوم آدمی ہمیں پروفیسر جبران ڈاہر کی تجربہ گاہ کی طرف جانے سے روکنا چاہتا تھا اور بس... اور ہم رک گئے... لہٰذا وہاں اس وقت تک جو ہونا تھا... وہ ہو چکا ہو گا۔"

"کک... کیا مطلب؟" ان کے منہ سے نکلا۔

"مطلب تو خیر مجھے بھی نہیں معلوم۔"

"لیکن ابا جان! آپ نے اس طرف بھی تو آخر فاروق کو بھیجا تھا۔"

"میں اور خطوط پر سوچ رہا ہوں... جو شخص اپنی آواز کے ذریعے مجھے دھوکا دے سکتا ہے... وہ کوئی عام آدمی نہیں ہو سکتا... یہ وہی ہے... جس کی تم لوگوں سے ملاقات ہو چکی ہے اور جس نے اپنا نام گھاری بتایا تھا... لیکن...

وہ کہتے کہتے رک گئے۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن... یہ نام اصلی نام نہیں ہو سکتا... ضرور اس نے فرضی نام بتایا ہو گا... کیونکہ اگر وہ کوئی بین الاقوامی جاسوس ہے... تب اس کا نام مجھے ضرور معلوم ہونا چاہیے، لیکن میں کسی گھاری کو نہیں جانتا... یوں بھی... گھاری نام مشرقی سا لگتا ہے..."

"خیر... ہم فاروق کو فون کر لیتے ہیں..." فرزانہ بولی۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

فرزانہ نے فاروق کے نمبر ڈائل کیے... لیکن اس کا فون بند ملا۔۔

"فون بند ہے۔"

"بس تو پھر... میرا خیال ہی درست ثابت ہو گا... وہاں جو ہونا تھا... ہو چکا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

اب انہوں نے رفتار اور بڑھا دی... آخر وہ پروفیسر جبران ڈاہر کی تجربہ گاہ کے سامنے پہنچ گئے... محمود اور خان رحمان بھی آ گئے... وہاں کا منظر دیکھتے ہی ان کی پیشانیوں پر بل پڑ گئے... وہاں دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا... نہ کوئی سیکورٹی... نہ کوئی اور آدمی... اور دروازہ بھی اندر سے بند نہیں تھا... وہ گاڑی کو اندر ہی لیتے چلے گئے... اندر بھی ہُو کا عالم طاری تھا... وہ دوڑتے ہوئے اندرونی حصے میں داخل ہوئے... اور پھر ان کے اوپر کے سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے... وہاں ڈاکٹر جبران ڈاہر کی بیگم، ان کے

بچے اور فاروق سب بندھے پڑے تھے... دوسرے کمرے میں گارڈز بندھے پڑے تھے... اور ڈاکٹر جبران ڈاہر غائب تھے۔

☆☆☆☆☆

کیسی آواز

انہوں نے جلدی جلدی ان سب کو کھول ڈالا... منہ کھلتے ہی فاروق نے کہا:

"یا اللہ تیرا شکر ہے... آپ لوگ آئے تو۔"

"لیکن بھئی... یہ سب کیا ہے... تم ان لوگوں کے کس طرح قابو آ گئے۔" انسپکٹر جمشید نے بڑا سا منہ بنایا کر کہا۔

"میں جب یہاں پہنچا تو تمام دروازے کھلے پڑے تھے، نہ باہر کوئی نظر آ رہا تھا، نہ اندر... ان حالات میں میں کیا کرتا... ظاہر ہے... فوراً اندر داخل ہو گیا... اور پھر میرے منہ سے ایک رومال آ لگا... مجھے کوئی ہوش نہ رہا... ہوش آیا تو بری طرح بندھا پڑا تھا... منہ پر بھی ٹیپ چپکا دی گئی تھی... لڑھک لڑھک کر دوسروں کا جائزہ لے سکا۔"

"دھت تیرے کی... مطلب یہ کہ تم کچھ بھی نہیں بتا سکتے... تم تو سیدھے یہاں آئے اور بے ہوش ہو گئے۔" محمود نے بھنا کر کہا۔

"اب اس میں میرا کیا قصور۔" فاروق نے بھی بھنا کر کہا۔

"بھئی لڑو نہیں... جو ہونا تھا، ہو گیا... پہلے ہمیں پہرے داروں کو کھولنا چاہیے... دیکھتے ہیں... وہ کیا کہتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

انہوں نے تمام لوگوں کو کھول ڈالا...

''آپ لوگ کیسے قابو میں آگئے... آپ کی ڈیوٹی تو باہر ہوتی ہے۔''

''ڈاکٹر صاحب اور بیگم صاحبہ جب واپس آئے تو بچوں نے انہیں اس پراسرار آدمی کے بارے میں بتایا... دونوں خوف زدہ ہو گئے... مزید حالات معلوم کرنے کے لیے انہوں نے ہمیں اندر بلا لیا... بس عین اس وقت وہی پراسرار آدمی اندر آدھمکا... اس کے ساتھ پانچ اس کے ساتھی تھے... ان کے پاس جدید قسم کے الیکٹرونک ہتھیار تھے... بس انہوں نے ہمیں بے ہوش کر دیا اور پھر رسیوں سے باندھ دیا... کیونکہ جب ہم ہوش میں آئے تو اس وقت ہم نے خود کو بندھا ہوا پایا۔'' ایک پہرے دار نے بتایا۔

''آپ لوگوں کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ آپ نے پہرے داروں کو اندر بلا لیا... کم از کم سب کو تو ہرگز نہیں بلانا چاہیے تھا۔''

''اور یہ غلطی ڈاکٹر صاحب سے ہوئی۔'' بیگم جبران بولیں۔

''آپ نے انہیں نہیں روکا... کہ وہ سب کو اندر کیوں بلا رہے ہیں۔''

''میں نے... نہیں... سچ یہی ہے کہ اس وقت ہم پر بہت گھبراہٹ طاری ہو گئی تھی... لہٰذا جب ڈاکٹر صاحب نے پہرے داروں کو بلایا تو یہ خیال تک نہ آیا کہ ہم سے غلطی سرزد ہو رہی ہے۔'' بیگم جبران بولیں... پھر انہوں نے بتایا۔

''اور جونہی پہرے دار اندر آئے... حملہ آور بھی ان کے پیچھے ہی اندر آگئے... اور ہمیں بے ہوش کر دیا۔''

''ہوں... آپ آج گئے کہاں تھے... اور کیا یہ پروگرام پہلے سے طے تھا۔''

''جی ہاں! بالکل... ڈاکٹر صاحب کے قریبی دوست وجاہت دارا کے ہاں ہماری دعوت طے تھی... ایک ہفتہ پہلے انہوں نے یہ دعوت کی تھی...''

''دعوت کس سلسلے میں تھی... صرف آپ لوگوں کی تھی یا اور لوگوں کو بھی بلایا گیا تھا۔''

''جی نہیں... صرف ہم دونوں کی تھی... اور بس۔''

''کیا وہ پہلے بھی آپ کو دعوت پر بلاتے رہتے ہیں۔''

''جی... جی ہاں... بیگم جبران نے جواب دیا۔

''آپ... آپ کی آنکھیں کچھ عجیب سی ہیں... کیا آپ نے شراب پی ہے۔'' انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا۔

بیگم جبران زور سے چونکی... ان کے چہرے پر گھبراہٹ طاری ہو گئی اور پھر نظریں جھک گئیں:

''آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔'' انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

''اسی لیے ہم دعوت میں بچوں کو ساتھ نہیں لے گئے تھے... جب بھی ہماری دعوت وجاہت دارا کے ہاں ہوتی ہے... ہم بچوں کو ساتھ نہیں لے جاتے... اس لیے کہ...''

''اس لیے کہ کیا...'' انسپکٹر جمشید سنجیدہ ترین لہجے میں بولے۔

''اس لیے کہ میں نہیں چاہتی... میرے بچے مجھے شراب پیتے دیکھیں۔''

‘‘تو کیا ڈاکٹر جبران ڈاہر بھی۔’’

‘‘نہیں... وہ نہیں پیتے... نہ وجاہت دارا پیتے ہیں... دراصل میں اور بیگم وجاہت شراب کی بہت عادی ہیں... اور یہ عادت ہمیں شادی سے پہلے لگ گئی تھی... دونوں دوست تعلیم کے سلسلے میں یورپ گئے ہوئے تھے نا... بس وہیں ان دونوں نے ہم دونوں سے شادی کی تھی...’’

‘‘مطلب یہ کہ آپ اور بیگم وجاہت دونوں غیر ملکی ہیں۔’’

‘‘ہاں! یہی بات ہے۔’’

‘‘اور آپ مسلمان ہیں۔’’

‘‘پہلے ہم دونوں عیسائی تھیں... دونوں چچازاد بہنیں ہیں... وہاں ہم یونیورسٹی میں پڑھتی تھیں... ہماری ان سے دوستی ہوگئی اور پھر ہم نے شادی کرلی... ان دونوں نے شرط رکھی تھی کہ ہمیں مسلمان ہونا پڑے گا... سو ہم مسلمان ہوگئیں... لیکن شراب نہ چھوڑ سکیں...’’

‘‘ڈاکٹر جبران اور وجاہت دارا کو یہ بات معلوم ہے۔’’

‘‘جی ہاں! بالکل معلوم ہے... ویسے تو ہم شراب چھوڑ چکی ہیں ... بس کبھی کبھار جب ہم وہاں جاتے ہیں تو میں مریم کے ساتھ مل کر پی لیتی ہوں۔’’

‘‘تو بیگم وجاہت کا نام مریم ہے۔’’

‘‘ہاں!’’

‘‘اور آپ کا نام؟’’

‘‘صوفیہ۔’’

‘‘اچھی بات ہے... آپ لوگ آرام کریں... ہم ڈاکٹر صاحب کی

تلاش میں نکلتے ہیں... ڈاکٹر صاحب ہمارے ملک کے بہت اہم آدمی ہیں... صبح کے اخبارات میں جب ان کے اغوا کی تفصیل شائع ہوگی تو ایک ہل چل مچ جائے گی۔’’

‘‘اللہ اپنا رحم فرمائے۔’’ فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

‘‘آپ ذرا وجاہت دارا کا پتا اور فون نمبرز لکھوا دیں۔’’

‘‘ان کا پتا ہے...113 نوروز ٹاؤن... اور فون نمبرز لکھ لیں۔’’

پتا اور نمبر نوٹ کر کے وہ وہاں سے نکلنے لگے تو صوفیہ بیگم نے کہا:

‘‘تو آپ اب وہاں جائیں گے۔’’

‘‘ہاں! ان سے بھی چند سوالات کریں گے...’’

‘‘ڈاکٹر صاحب اس سلسلے میں مجھے کچھ باتیں بتا چکے ہیں۔’’ صوفیہ بیگم بولیں۔

‘‘جی... کیا مطلب؟’’ وہ سب چونک اٹھے۔

‘‘انہوں نے بتایا تھا کہ ان دنوں وہ ایک بہت اہم ایجاد کے سلسلے میں مصروف ہیں... اس کی بھنک بھی اگر کسی دشمن ملک کو پڑ گئی تو وہ انہیں نہیں چھوڑے گا۔’’

‘‘اور پھر بھی آپ لوگ حفاظتی انتظامات کیے بغیر گھر سے چلے گئے... واپس لوٹے تو پراسرار حالات سن کر بھی تمام پہرے داروں کو اندر بلا لیا۔’’

‘‘ہاں! یہ غلطی ڈاکٹر صاحب سے ہوئی تھی اور میں نے بھی اس وقت یہ بات محسوس نہیں کی کہ ہم سے کیا غلطی ہونے جا رہی ہے۔’’

‘‘ہوں خیر... میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں... یہ سب پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت ہوا ہے...’’ یہ کہتے ہوئے انہوں نے اکرام کے نمبر

ملائے اور اس کی آواز سنتے ہی بولے:

''دیکھو اکرام... ڈاکٹر پروفیسر جبران ڈاہر کو اغوا کر لیا گیا ہے... تم ماہرین کے ساتھ یہاں آ جاؤ... اور اغوا کرنے والوں کی انگلیوں کے نشانات حاصل کرنے کی کوشش کرو... ہم تمہارے انتظار میں یہاں نہیں ٹھہر سکتے... اس طرح وقت ضائع ہوگا... کیونکہ اغوا کرنے والوں اور ہمارے درمیان فاصلہ بڑھ جائے گا... اس لیے ہم فوری طور پر ان کی تلاش میں نکل رہے ہیں۔''

''بہت بہتر سر... لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ جس حالت میں آپ تجربہ گاہ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں... ہمیں اسی حالت میں ملے گی۔''

''اوہ ہاں! اس بات کی تو واقعی کوئی ضمانت نہیں ہے... خیر... ہم یہاں محمود کو چھوڑے جا رہے ہیں... جب تم یہاں پہنچ جاؤ... تو مجھے فون کر دینا میں محمود کو بتا دوں گا کہ اسے کہاں پہنچنا ہے۔''

''بالکل ٹھیک سر۔''

''تمہارا شکریہ اکرام۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''جی... شکریہ کس بات کا؟''

''اس بات کی طرف توجہ دلانے کا کہ... تجربہ گاہ ماہرین کو جوں کی توں چاہیے۔''

''آپ مجھے شرمندہ تو نہ کریں سر... میں نے سب کچھ آپ ہی سے تو سیکھا ہے۔''

''اچھا خیر... اب تم حرکت میں آ جاؤ۔''

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور محمود کی طرف مڑے:

''امید ہے... حملہ آوروں کی انگلیوں کے نشانات مل جائیں

گے... کیوں بیگم صاحبہ ان لوگوں نے دستانے تو نہیں پہن رکھے تھے۔''

''جی نہیں۔''

''بس تو پھر نشانات ملنے کی تو امید ہے... تم دھیان رکھنا نشانات ضائع نہ ہونے پائیں...''

''ٹھیک ہے... ویسے بھی گھر کے افراد اور پہرے دار حضرات ساری بات سن چکے ہیں... نشانات کیوں ضائع ہوں گے بھلا... ہاں انجانے میں ضائع ہو سکتے تھے...''

''ٹھیک ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا اور کوٹھی سے نکل گئے... اب محمود ان کی طرف مڑا۔

''جب تک ماہرین نہیں آ جاتے... ہمیں بس ایک جگہ بیٹھے رہنا چاہیے۔''

''ٹھیک ہے... ہم یہیں بیٹھ جاتے ہیں۔'' صوفیہ بیگم بولیں۔

وہ اپنے بچوں کے ساتھ وہیں کرسیوں پر بیٹھ گئیں... پہرے داروں نے باہر کا رخ کیا... محمود ٹہلنے لگا... آخر اکرام وہاں پہنچ گیا...

''السلام علیکم... کیا یہاں ہر طرح خیریت ہے۔''

''جی ہاں! بالکل۔'' محمود نے کہا۔

''بس تو پھر ہم اپنا کام شروع کرتے ہیں... تم پوچھ لو انسپکٹر صاحب سے... وہ کہاں ہیں... اور وہاں چلے جاؤ۔''

''شکریہ انکل۔''

اب محمود نے فون کیا... تو انہوں نے بتایا:

''ہم وجاہت دارا کے ہاں ہیں۔''

"میں آرہا ہوں۔"

"مطلب یہ کہ اکرام یہاں پہنچ گیا ہے..."

"جی ہاں! ماہرین اندرونی حصے میں جا چکے ہیں۔"

عین اس لمحے دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی... محمود آواز کی طرف مڑا... ادھر انسپکٹر جمشید نے اس سے پوچھا:

"یہ... یہ کیسی آواز ہے محمود۔"

☆☆☆☆☆

لاش

"جی! یہ انکل کے ایک ماتحت دوڑتے ہوئے آرہے ہیں... ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت ہے... دیکھیں، وہ آکر کیا بتاتے ہیں۔"

"اچھا فون آن رکھو۔"

پھر اکرام کا ماتحت نزدیک آگیا... اکرام تو ابھی اندر ہی کہیں موجود تھا... اس نے نزدیک آتے ہی کہا:

"وہاں ایک عدد لاش موجود ہے..."

"کیا!!!" محمود چلا اٹھا۔

"کیا!!!" ادھر انسپکٹر جمشید کی آواز فون میں ابھری... پھر انہوں نے کہا:

"ہم واپس ہی آرہے ہیں محمود... وجاہت دارا سے پھر بات کریں گے... معاملہ ہر لمحے مزید پراسرار ہوتا جا رہا ہے اور مجھے خوف ہے... کک... کہیں وہ لاش ڈاکٹر..."

"ارے باپ رے۔" محمود کے منہ سے خوف زدہ انداز میں نکلا۔

پھر اس نے جلدی سے اکرام کے ماتحت سے پوچھا:

"لاش ڈاکٹر جبران ڈاہر کی تو نہیں؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں... میں نے تو انہیں دیکھا ہوا نہیں۔" وہ بولا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ابا جان۔"

"خیر... ہم آرہے ہیں... کسی چیز کو چھیڑا نہ جائے۔"

''آپ فکر نہ کریں... میں لاش کے نزدیک جا رہا ہوں۔''

فون بند کر کے وہ ماتحت کی طرف مڑا:

''مجھے وہاں لے چلو۔''

''آیئے جناب۔''

وہ اس کے ساتھ چل پڑا...

''پوری کوٹھی کا جائزہ تو ہم نے بھی لیا تھا... ہمیں تو کہیں لاش نظر نہیں آئی تھی۔'' محمود بڑبڑانے کے انداز میں بولا۔

''لاش پائیں باغ میں چند گھنے پودوں کی اوٹ میں پڑی ہے جناب... سب انسپکٹر نے مجھے پائیں باغ کا جائزہ لینے کا حکم دیا تھا۔''

''اچھی بات ہے۔''

وہ اس کے ساتھ باغ میں آیا اور لاش کو ایک نظر دیکھتے ہی بول اٹھا:

''اوہ نہیں... یہ ڈاکٹر جبران ڈاہر کی لاش نہیں ہے... یہ ضرور مجرموں کے کسی ساتھی کی ہے... کیونکہ گھر کے باقی افراد تو خیریت سے ہیں... صرف ڈاکٹر جبران ڈاہر غائب ہیں اور یہ شخص بہرحال ڈاکٹر جبران ڈاہر نہیں... ہم انہیں اچھی طرح پہچانتے ہیں... وہ اتنے ڈیل ڈول کے مالک نہیں ہیں۔''

''اب میرے لیے کیا حکم ہے۔''

''آپ اندر جا کر سب انسپکٹر صاحب کو لاش کے بارے میں بتا دیں... اب دوسرے ماہرین کو بھی تو بلانا ہوگا۔''

''جی اچھا۔'' اس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔

محمود لاش کے قدرے نزدیک چلا آیا اور غور سے اس کا جائزہ

لینے لگا... اس کے سینے میں خنجر پیوست تھا اور دل کے آس پاس کہیں مارا گیا تھا... شاید دل میں ہی لگا تھا... لاش کے آس پاس گھاس پر خون پھیلا ہوا تھا... اور خون ابھی خشک نہیں ہوا تھا... اس کا مطلب تھا... جب وہ لوگ ڈاکٹر جبران کو اغوا کر کے لے گئے... اسی وقت اس شخص کو قتل کیا گیا تھا...

اچانک اس کی نظر گھاس میں گری ہوئی کسی چمک دار چیز پر پڑی... اس نے جھک کر دیکھا... وہ سونے کی انگوٹھی تھی... نزدیک ہی لاش کا بازو پھیلا ہوا تھا... اس کی انگلیوں میں چند بال پھنسے نظر آئے... محمود کی پیشانی پر بل پڑ گئے... وہ ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا، لیکن اور کوئی چیز نظر نہ آئی... مقتول کی عمر تیس سال کے قریب محسوس ہوئی تھی... اس کی کھلی آنکھوں میں اب تک حیرت موجود تھی... شاید مرنے سے پہلے اس نے کوئی بہت حیرت انگیز منظر دیکھا تھا... کہ اب تک حیرت موجود تھی۔

اور پھر انسپکٹر جمشید سب لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ اسی وقت پولیس کی گاڑیوں کی آوازیں سنائی دینے لگی... گویا ماہرین بھی آ گئے تھے... ابھی وہ لاش کے قریب پہنچے تھے کہ پیچھے سے بیگم جبران کی آواز سنائی دی:

''میں نے سنا ہے... یہاں کوئی لاش۔''

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... پھر حیرت کی جگہ خوف نے لے لی... ان کی نظریں لاش کے چہرے پر جم کر رہ گئیں تھیں۔ انہوں نے دیکھا، وہ نیلے رنگ کے پوری آستینوں والے کھلے لباس میں تھیں۔

''کیا آپ اسے پہچانتی ہیں۔''

"جی... جی ہاں! یہ ان حملہ آوروں کے ساتھ تھا۔"

"شکریہ! آپ اپنے کمرے میں جائیں... ہمیں یہاں اپنا کام کرنا ہے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اچھی بات ہے... لیکن مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے... اس لاش نے خوف بہت بڑھا دیا ہے... خدا جانے... ڈاکٹر صاحب کس حال میں ہوں گے۔"

"آپ پریشان نہ ہوں... ہم بہت جلد ان کا سراغ لگا لیں گے۔"

وہ سر جھکائے لوٹ گئیں... اب انسپکٹر جمشید نے اکرام کے ایک ماتحت سے کہا:

"ذرا پہرے داروں کو بلا کر لے آؤ۔"

"جی اچھا..." اس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔

"بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔" فاروق بڑبڑایا۔

"یہ کوئی نئی بات نہیں... پہلے کب تمہاری سمجھ میں کوئی بات آتی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"اوہو... ذرا یہ دیکھیے گا ابا جان۔"

محمود کی آواز نے انہیں چونکا دیا... وہ لاش پر جھکا ہوا تھا... اس کی نظریں لاش کے ایک ہاتھ پر جمی تھیں:

"اس طرف والے ہاتھ کی انگلیوں میں چند بال پھنسے ہوئے ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں... دوسرے ہاتھ پر نظر ابھی پڑی ہے... یہاں ایک ناخن میں خون کی بہت معمولی مقدار لگی ہے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"عجیب احمق ہو... بھئی... قتل خنجر سے ہوا ہے... لاش کے آس

پاس گھاس پر خون پھیلا ہوا ہے... ان حالات میں انگلی کے ناخن میں خون کا لگ جانا کون سی عجیب بات ہے بھلا۔" فاروق نے اسے گھورا۔

محمود اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا... اسی وقت فرزانہ بولی:

"بہت خوب محمود۔"

"یہ کیا بات ہوئی... بہت خوب محمود... بات تو میں کر رہا تھا... اور تم شاباش دے رہی ہو محمود کو... ہے کوئی تک۔" فاروق بھنا اٹھا۔

"مطلب یہ کہ جو بات میں کہنا چاہ رہا ہوں... جس کی طرف میرا اشارہ تھا... فرزانہ نے اس بات کو جان لیا ہے اور تم رہے بدھو کے بدھو۔" محمود نے طنزیہ لہجہ اختیار کیا۔

"آپ سن رہے ہیں ابا جان۔"

"ہاں بھئی... میں سنے بغیر کیسے رہ سکتا ہوں... جب کہ میرے کان بالکل سلامت ہیں... ویسے ان دونوں کی باتوں میں وزن ہے۔"

"آخر کیسے؟" فاروق نے منہ بنایا۔

"دیکھو فاروق... لاش اس طرح پڑی ہے کہ خون اس کے دائیں پہلو کی طرف پھیلا ہوا ہے... جب کہ بائیں پہلو کی طرف خون بالکل نہیں ہے... بایاں ہاتھ مکمل طور پر خون سے محفوظ ہے... بس صرف ناخن کے اندر تھوڑا سا خون لگا ہوا ہے... محمود کہنا یہ چاہ رہا ہے کہ دائیں ہاتھ کے ناخن میں جو بال ہیں... وہ ضرور قاتل کے ہیں... اور اسی طرح بائیں ناخن میں جو خون ہے... وہ بھی قاتل کا ہے... نہ کہ مقتول کا اپنا۔"

"اوہ... اوہ۔" مارے حیرت کے صرف فاروق ہی کے نہیں، خان رحمان اور پروفیسر داؤد کے منہ سے بھی نکلا...

ان کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت نظر آئی:

''اور اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس قاتل کے خون کا نمونہ موجود ہے... یہاں سے خون کے ماہرین کا کام شروع ہوتا ہے... وہ تجزیہ کر کے بتا دیں گے کہ ناخن میں لگا خون مقتول کا اپنا ہے یا قاتل کا۔''

''میں ابھی انہیں بلاتا ہوں سر... چند منٹ میں وہ ہمیں بتا سکیں گے۔'' اکرام نے جلدی سے کہا۔

''ہاں اکرام یہ کام پہلے کر لو۔''

اکرام فون کرنے لگا... دوسری طرف پہرے دار وہاں آ چکے تھے... ان کے چہروں پر خوف ہی خوف نظر آ رہا تھا۔

''اس خنجر کو پہچانتے ہیں آپ لوگ؟'' انسپکٹر جمشید ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''نہیں جناب!'' وہ ایک ساتھ بولے۔

انہوں نے ان سب کا جائزہ لیا... ان کے سروں کے بالوں کو بھی غور سے دیکھا...

''آپ... آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔''

''کچھ نہیں... آپ یہ بتائیں... اور خوب سوچ سمجھ کر بتائیں... جب یہ تینوں یہاں سے چلے گئے تھے، اس کے کتنی دیر بعد ڈاکٹر صاحب اپنی بیگم کے ساتھ لوٹ آئے تھے۔''

''تقریباً پندرہ منٹ بعد۔'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''بہت خوب! روشی صاحبہ نے جب انہیں سارا واقعہ سنایا تو آپ کو اندر بلایا گیا تھا؟''

''جی ہاں! بیگم صاحبہ نے ہمیں اندر بلایا تھا۔''

''اور پھر کیا ہوا۔''

''بس ادھر ہم اندر داخل ہوئے... ادھر حملہ آور آ گئے... اور انہوں نے ہمیں بے ہوش کر دیا... ہمیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں مل سکا... ظاہر ہے ہمارے بعد انہوں نے بیگم صاحبہ اور روشی صاحبہ کو بے ہوش کیا ہوگا۔''

''ہوں... بالکل ٹھیک... اچھا خیر آپ لوگ باہر اپنی ڈیوٹی پر جائیں... ارے ہاں... آپ میں سے کسی کے جسم پر کوئی خراش تو نہیں آئی... آج کسی وقت۔''

''جی... خراش... کیا مطلب؟''

''بھئی خراش کا مطلب... خراش ہی ہوتا ہے... مطلب یہ کہ جلد پر کوئی ہلکا سا زخم تو نہیں آیا جس سے قدرے خون بھی نکل آیا ہو۔''

''جی نہیں... ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔''

اچھی بات ہے... آپ باہر جائیں۔''

ان کے جانے کے بعد انسپکٹر جمشید ان کی طرف مڑے ہی تھے کہ ماہرین اندر داخل ہوئے... اکرام نے خون کے بارے میں انہیں ہدایات دیں... اور وہ اپنے کام میں جت گئے...

''سر! ہم یہاں تفتیش میں مصروف ہیں... دشمن ڈاکٹر جبران ڈاہر کو کہیں دور لے جانے میں نہ کامیاب ہو جائیں۔'' اکرام کی آواز ابھری۔

''ہمارے پاس فی الحال کوئی سراغ نہیں... کوئی پہلو نہیں... آخر ان کی تلاش میں نکلیں تو کس طرف... سارے شہر کی خاک تو چھاننے سے رہے، خون اور بالوں کے بارے میں رپورٹ پڑھ لیں، پھر وجاہت دارا کے ہاں

چلیں گئے۔"

جلد ہی اکرام کے ماتحت خون اور بالوں کی رپورٹ لے آئے... رپورٹ کے مطابق ناخن کو لگا ہوا خون مقتول کا اپنا نہیں تھا...

"اس کا مطلب ہے... یہ خون قاتل کا ہے۔" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"ہاں! ایسا لگتا ہے... جب حملہ آور اپنے اس ساتھی کو کسی وجہ سے ہلاک کرنے لگے تو اس نے خود کو بچانے کے لیے ہاتھ پیر مارے... اور اس سلسلے میں ایک قاتل کے بال اس کی انگلیوں میں آ گئے... اس کے اس کے ناخنوں میں بال پھنسے رہ گئے، دوسرے یہ کہ اس نے حملہ آور پر خود بھی وار کرنے کی کوشش کی... اور قاتل کے جسم پر اس کے ناخن سے زخم آ گیا... اور مقتول کے ناخن میں وہ خون لگ گیا... اب ہمیں معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ بال اور خون کس کا ہے... ان لوگوں نے اپنے ہی ساتھی کو کیوں قتل کیا... اب چونکہ فی الحال اس رپورٹ سے وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے... اس لیے وہ وجاہت دارا کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں"۔

پہلے جب وہ وجاہت مرزا کی کوٹھی کے قریب پہنچے ہی تھے کہ محمود کا فون آ گیا تھا، لہٰذا وہ ان سے ملے بغیر ہی چلے آئے تھے۔ اب پھر وہ کوٹھی کے سامنے پہنچے۔ انہوں نے دیکھا... کوٹھی بہت عالی شان تھی... محمود نے آگے بڑھ کر دروازے کی گھنٹی بجائی... سیکورٹی گارڈ نے آ کر دروازہ کھولا ... پھر انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا۔ جلد ہی وجاہت دارا اندر داخل ہوا، وہ لمبا چوڑا آدمی تھا... اور شکل صورت سے بھی بہت بارعب نظر آ رہا تھا...

"آپ کی آمد میرے لیے حیرت کا سبب نہیں، اس لیے کہ مجھے روشی

سے معلوم ہو چکا ہے... ڈاکٹر صاحب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"جی... جی ہاں... یہی بات ہے... ہم ان کی تلاش کے لیے ابھی تک کوئی سراغ نہیں پا سکے..."

"یہ کیا مشکل کام ہے... آپ پولیس پارٹیاں ترتیب دیں... وہ سارے شہر میں انہیں تلاش کریں۔" وجاہت دارا نے منہ بنایا۔

"پولیس اپنے طور پر اور اپنے طریقے کے مطابق تلاش شروع کر چکی ہے... کیونکہ میں اپنے ماتحتوں کو خبردار کر چکا ہوں... اور ان لوگوں نے پولیس اسٹیشنوں کو خبردار کر دیا ہوگا... اس طرح گویا شہر کی ناکہ بندی تو پہلے ہی کر لی گئی ہے... جب کہ ہمارا یعنی محکمہ سراغ رسانی کا طریقہ ذرا مختلف ہے... اور ہم اپنے طریقے کے مطابق ہی انہیں تلاش کر رہے ہیں... اس سلسلے میں ہم ان کی کوٹھی سے سیدھے آپ کی طرف آ رہے ہیں... اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اغوا ہونے سے پہلے وہ آپ کے ہاں آئے ہوئے تھے... آپ نے ان کی اور ان کی بیگم کی دعوت کر رکھی تھی.."

"جی ہاں! یہی بات ہے... لیکن ایسی دعوتیں تو ہم آپس میں دیتے رہتے ہیں... کوئی انوکھی بات نہیں۔" وجاہت دارا نے پھر بڑا سا منہ بنایا۔

"یہ آپ کے لیے انوکھی بات نہ سہی... ہمارے لیے ضرور ہے... اس لیے کہ وہ دونوں آپ کے ہاں دعوت کھا رہے تھے اور ادھر ان کی کوٹھی میں ایک پراسرار شخص آ چکا تھا... اور اس نے وہاں عجیب و غریب کارروائی کی... پھر آپ کے دوست اور ان کی بیگم وہاں پہنچ گئے اور ساتھ ہی انہیں وہاں گڑبڑ نظر آئی... تو انہوں نے گارڈز کو اندر بلایا... ادھر پہرے دار اندر داخل ہوئے، ادھر حملہ آور اندر آ گئے... ان کے پاس بے ہوش کرنے والے رومال بالکل

تیار تھے۔ان رومالوں کے ذریعے انہوں نے ان کے ذریعے پہرے داروں کو اور گھر کے افراد کو بے ہوش کر دیا اور ڈاکٹر صاحب کو اغوا کر کے لے گئے...''یہاں تک کہ کرانسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

''جی ہاں!یہ باتیں مجھے معلوم ہو چکی ہیں۔''

''لیکن اس واردات کے دوران ایک اور ہولناک واردات بھی ہوئی ہے۔''

''ایک اور واردات... کیا مطلب؟''وجاہت دارا چونکا۔

''ڈاکٹر جران کے پائیں باغ میں ایک لاش ملی ہے۔''

''کیا...لاش۔''وہ چلا اٹھے۔

''جی ہاں!اور وہ لاش حملہ آوروں میں سے ایک کی ہے... بیگم ڈاکٹر جران نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اسے انہوں نے حملہ آوروں کے ساتھ دیکھا تھا...''

''یہ بات حد درجے عجیب ہے... آخر حملہ آوروں نے اپنے ساتھی کو کیوں مار ڈالا۔''وجاہت دارا نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

''اس کیس میں اس سے بھی عجیب بات ایک اور ہے۔''انسپکٹر جمشید نے پراسرار انداز میں کہا۔

''کیا مطلب؟''

وجاہت دارا نے چونک کر ان کی طرف دیکھا:

خفیہ راستہ

سب کی نظریں انسپکٹر جمشید پر جم گئیں... آخر ان کے ہونٹ ہلے:

''ہاں!وہ عجیب بات یہ ہے کہ آخر مجرموں نے اس قدر آسانی سے ڈاکٹر جران کو کیسے اغوا کر لیا... اس سلسلے میں ایک بات سمجھ میں آتی ہے...اور وہ یہ کہ وہ اجنبی ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم کے آنے سے پہلے تجربہ گاہ میں آیا تھا... آخر اس کا مقصد کیا تھا... اس وقت تو ڈاکٹر صاحب وہاں تھے ہی نہیں... پھر وہ چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ عین اس وقت آیا جب وہ دونوں آ چکے تھے... سوال یہ ہے کہ اغوا کرنے والوں کو تمام تر معلومات کس نے دیں... کس نے انہیں بتایا کہ ڈاکٹر صاحب اور بیگم صاحبہ کو آج وجاہت دارا صاحب کے ہاں جانا ہے... اور وہاں سے کتنے بجے واپس آنا ہے... وغیرہ۔''یہاں تک کہ کرانسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے۔

''یہ باتیں واقعی عجیب ترین ہیں، لیکن آپ یہ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟''وجاہت دارا کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہم یہ باتیں آپ سے اس لیے پوچھ رہے ہیں کہ سب سے پہلے یہ معلومات آپ کو تھیں... کیونکہ انہیں آپ ہی کے ہاں آنا تھا۔''

''آپ... آپ کا مطلب ہے... یہ جرم میں نے کیا ہے۔''

''اس کا امکان موجود ہے۔''

''جی نہیں... اس کا بالکل کوئی امکان نہیں...'' اس نے زوردار انداز میں سر ہلایا۔

''خیر... یہ دیکھنا ہمارا کام ہے... ہم نے سنا ہے... آپ کی بیگم غیر ملکی ہیں اور ڈاکٹر جبران کی بیگم آپ کی بیگم کی بہن ہیں۔''

''جی ہاں! یہی بات ہے... تو کیا... ایسا ہونا بھی جرم ہے۔'' وجاہت دارا نے منہ بنایا۔

''میں نے یہ نہیں کہا... اگر آپ کو میرا خیال برا لگا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔''

''بھئی دیکھیے نا... ہم دونوں بیرون ملک پڑھا کرتے تھے... وہاں دونوں کو ایک ایک لڑکی پسند آگئی... ہم نے ان دونوں سے شادی کرلی... کیا یہ کوئی اعتراض کے قابل بات ہے۔''

''دیکھیے جناب! ہمیں اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں... اعتراض ہے تو اس پر کہ ڈاکٹر جبران کے پروگرام کا آپ کو پتا تھا... اور ان کے ہاں واردات کرنے والے لوگ اس پروگرام سے بالکل واقف تھے... آخر کیوں۔''

''آپ کے اس کیوں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں، اس لیے کہ ایسا کام کرنے والوں کے اپنے ذرائع ہوتے ہیں۔''

''خیر میں اپنا سوال دوسرے طریقے سے کرتا ہوں... کیا کسی شخص نے آپ سے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش تو نہیں کی تھی کہ ڈاکٹر جبران کا آج کے دن کیا پروگرام ہے...''

''بالکل نہیں... اگر کوئی ایسی بات معلوم کرنے کی کوشش کرتا تو میں

کیوں بتانے لگا تھا بھلا... کیا میں اتنا بچہ ہوں۔''

''کیا ہم آپ کی کوٹھی کی تلاشی لے سکتے ہیں...''

''میرا خیال ہے... آپ کو ہم پر شک نہیں کرنا چاہیے... لیکن اگر آپ کر ہی رہے ہیں تو پھر تلاشی کے وارنٹ لے آئیں... اور لے لیں تلاشی۔''

''ہمیں تلاشی کے وارنٹ لانے کی ضرورت نہیں... ایسے وارنٹ ہر وقت ہماری جیبوں میں رہتے ہیں... یہ دیکھیے... یہ رہے وارنٹ۔''

یہ کہ کر انہوں نے اپنا خصوصی اجازت نامہ ان کے سامنے کر دیا... وہ اس کو پڑھ کر حیرت زدہ رہ گئے... ایسے میں کمرے میں ایک غیر ملکی عورت داخل ہوئی...

''کیا معاملہ ہے دارا۔''

''یہ انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی ہیں... ہماری کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔''

''وہ کیوں؟'' مارے حیرت کے بیگم وجاہت نے کہا۔

''اس لیے کہ ڈاکٹر جبران کو کسی نے اغوا کرلیا ہے... اور یہ لوگ ہم پر شک کر رہے ہیں... ان کا خیال ہے... یہ کام ہمارا ہے۔''

''تو پھر آپ کوٹھی کی تلاشی دے دیں... تاکہ ان کا اطمینان ہو جائے۔''

''آپ ٹھیک کہتی ہیں... آپ کا نام۔'' انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا۔

''مریم وجاہت۔''

اب انہوں نے تلاشی شروع کی... کوٹھی کا ہر حصہ دیکھا، ایک

ایک گوشہ چیک کیا... پائیں باغ کو بھی کھنگالا... لیکن کہیں بھی ڈاکٹر ڈاریر کے آثار نظر نہ آئے... آخر تنگ آ کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آئے... ایسے میں فرزانہ کے دماغ میں بجلی سی کوندی:

''اوہو! ہم نے کسی چیز کو نظر انداز کر دیا۔''

''اور وہ کیا؟'' انسپکٹر جمشید جلدی سے اس کی طرف مڑے۔ باقی لوگ بھی جوش کے عالم میں اسے دیکھنے لگے:

''اس کوٹھی میں کوئی عجیب بات ہے۔''

''عجیب بات، لیکن کیا؟'' فاروق نے اسے گھورا۔

''مجھے افسوس ہے... میں اس بات کی وضاحت نہیں کر سکتی۔''

''ہے کوئی تک!'' فاروق بھنا اٹھا۔

''تم کیا کہنا چاہتی ہو فرزانہ۔'' انسپکٹر جمشید نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

''اس کوٹھی میں کوئی عجیب بات ہے... یہ میرا احساس ہے۔''

''ابھی تم نے کہا تھا، ہم نے کسی چیز کو نظر انداز کر دیا۔'' محمود بول اٹھا،

''ہاں! میں نے یہی کہا تھا... میں نے یہی محسوس کیا تھا۔''

''اچھی بات ہے... ہم ایک بار پھر کوٹھی کو دیکھ لیتے ہیں۔''

ان کی یہ بات سن کر وجاہت دارا نے بڑا سا منہ بنایا... اور بولا:

''اب ہم میں آپ کے ساتھ رہنے کی ہمت نہیں... ہم دونوں یہیں بیٹھے ہیں... آپ خوب اچھی طرح تلاشی لے لیں... اور فارغ ہو کر یہیں آ

جائیں... ویسے یہاں سے آپ کو ڈاکٹر جبران نہیں ملیں گے... کیونکہ انہیں ہم نے اغوا نہیں کیا... اور نہ ہماری کوٹھی میں کوئی عجیب بات ہے۔''

''آپ کام کیا کرتے ہیں۔''

''میں بلڈنگیں بنانے کے ٹھیکے لیتا ہوں۔''

''اور اپنی کوٹھی بھی آپ نے خود بنوائی تھی۔''

''بالکل...'' اس نے فوراً کہا۔

''جب آپ بیرون ملک سے آئے، یہ کوٹھی اس وقت بنوائی تھی یا اس کے کچھ مدت بعد۔''

''نہیں! اپنے ملک میں آتے ہی ہم نے یہ زمین خریدی تھی اور پھر یہ کوٹھی تعمیر کرائی تھی۔''

''آپ بیرون ملک کیا کام کرتے تھے۔''

''یہی عمارات بنانے کا کام۔'' اس نے مسکرا کر کہا۔ اس ساری گفتگو کے دوران وجاہت دارا پہلی بار مسکرایا تھا۔

''اچھی بات ہے... ہمیں اس کوٹھی کا ایک بار پھر جائزہ لینا ہوگا... میرا خیال ہے، میری بچی کے محسوسات غلط نہیں ہیں۔''

''آپ شوق سے ساری کوٹھی کو غور سے دیکھیں، ہر چیز چیک کریں... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔''

''شکریہ!'' انہوں نے کہا اور ایک بار پھر کوٹھی کا جائزہ شروع کر دیا۔

''فرزانہ کیا تم واقعی کچھ نہیں بتا سکتیں کہ تم نے کیا عجیب بات محسوس کی ہے۔''

''نہیں! میں صرف یہ بتا سکتی ہوں کہ اس کوٹھی میں کوئی عجیب بات ضرور ہے۔''

''ٹھیک ہے... ہم اس عجیب بات کا کھوج لگا کر رہیں گے... ان شاءاللہ۔''

''ایک تجویز پیش کروں جمشید۔'' ایسے میں خان رحمان کی آواز ابھری۔

''ضرور... کیوں نہیں؟''

''میرے ایک بہت گہرے دوست ہیں... ان کا کام بھی یہی ہے... عمارات ٹھیکے پر بنواتے ہیں... انہوں نے بھی وجاہت دارا کی طرح بیرون ملک میں یہ کام کافی مدت تک کیا تھا... اگر کہو تو میں انہیں بلالوں... وہ اپنے فن کے اعتبار سے اس کوٹھی کا جائزہ لے کر بتا دیں گے کہ اس میں کوئی گڑبڑ ہے یا نہیں۔''

''نیکی اور پوچھ پوچھ۔'' وہ مسکرا دیے۔

خان رحمان نے اسی وقت اپنے دوست کو فون کیا اور پتا نوٹ کرا دیا... جلد ہی وہ پہنچ گئے... ان کا نام راؤ امتیاز تھا۔ پہلے تو انہیں ساری صورت حال بتائی گئی... پھر کوٹھی کے تجزیے کی درخواست کی گئی۔ وہ مسکرا دیے اور دوسرے ہی لمحے اپنے کام میں جت گئے... انہوں نے پہلے ایک چکر سرسری انداز میں لگایا... پھر کاغذ قلم لے کر اپنا کام کرنے بیٹھ گئے... وہ انہیں حیران ہو کر دیکھ رہے تھے... جلد ہی انہوں نے سر اٹھایا اور بولے:

''اس عمارت میں کوئی خفیہ جگہ ہے... جسے بہت مہارت سے عمارت میں اس طرح کھپایا گیا کہ ہے دیکھنے والوں کو احساس نہیں ہوسکتا... مجھے پندرہ

بیس منٹ اور لگیں گے... پھر میں آپ کو بتا سکوں گا کہ وہ جگہ کہاں ہے۔''

''ٹھیک ہے... آپ اپنا کام کریں... ہم اپنے طور پر کوٹھی کو چیک کرتے ہیں... کیا خبر... ہم بھی وہ جگہ تلاش کرلیں۔''

''نہیں... بہت مشکل ہے... یہ تعمیرات کے کسی بہت ماہر کا کام ہے۔''

''خیر... کوشش کرنے میں کیا حرج ہے۔''

''ضرور کریں...'' وہ مسکرا دیے۔

وہ وہاں سے اٹھ آئے اور کوٹھی میں ادھر ادھر گھومنے لگے:

''اس کا مطلب ہے... فرزانہ ایک بار پھر تم دونوں سے آگے نکل گئی۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''اسے ہم سے آگے نکلنے کے سوا آتا کیا ہے۔'' فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

''اوہو... یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔'' اچانک پروفیسر داؤد کے منہ سے نکلا۔

''اللہ کا شکر ہے... آپ کو بھی کچھ نظر تو آیا۔'' خان رحمان خوش ہو گئے۔

''جمشید میں سمجھ گیا... جگہ کہاں ہے۔''

''بہت خوب... جلدی بتائیں... راؤ تو کہہ رہے تھے... ہم نہیں جان سکیں گے۔''

''بس یہ اللہ کی مہربانی ہے... دراصل کمروں کے درمیان دیواریں بہت چوڑی ہیں... اور ایک جگہ یہ چوڑائی بہت زیادہ کر دی گئی ہے... وہ خفیہ

جگہ اس چوڑائی کے اندر بنائی گئی ہے... یعنی خلا رکھ کر۔''

''لیکن آپ نے یہ بات کیسے جان لی۔''

''دیکھو جمشید... ہم اس وقت برآمدے میں کھڑے ہیں... ہمارے ادھر بھی کمرہ ہے اور ادھر بھی... درمیانی دیوار کی چوڑائی ماپ لو... اور آگے آجاؤ۔''

انہوں نے چوڑائی ماپ لی... پھر آگے بڑھے:

''اب اس دیوار کی چوڑائی ماپ لو... یہ اس سے بھی زیادہ ہے... لیکن یہ اضافہ غیر محسوس طور پر ہو رہا ہے... اس کے آگے آجائیں تو دیوار اور زیادہ چوڑی ہو جاتی ہے۔''

''اوہ... اوہ۔'' ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

''اور آخر میں رہ گئی یہ دیوار... ذرا غور کرو جمشید... پینٹ وغیرہ کچھ اس طرح کیا گیا ہے کہ چوڑائی کا پتا نہ چل سکے... اب تم اس دیوار کو ٹھوک بجا کر دیکھ لو... اندر خلا کا احساس ہو جائے گا۔''

انہوں نے دیوار کو بجا کر دیکھا... دوسری طرف خلا صاف محسوس ہو رہا تھا:

''مار لیا میدان پروفیسر صاحب... آپ نے کمال کر دیا... آئیے پہلے راؤ صاحب سے مل لیں... وہ کیا کہتے ہیں۔''

وہ واپس راؤ صاحب کے پاس آئے... وہ ابھی تک حساب کتاب میں الجھے ہوئے تھے:

''کیا رہا راؤ صاحب۔'' خان رحمان بولے۔

''بس میرا کام قریب قریب ختم ہو گیا... آئیے میں آپ کو دکھاتا

ہوں... خفیہ جگہ کہاں ہے۔''

وہ ان کے ساتھ چل پڑے... وہ انہیں اسی دیوار کے پاس لے آئے... جس کے پیچھے انہوں نے خلا محسوس کیا تھا:

''یہ رہی اس کوٹھی میں خالی جگہ... اب رہ گیا... اس کا راستہ... اگر راستہ نہیں ملتا تو بھی دیوار توڑی جا سکتی ہے۔''

''جب کہ میں نے راستہ تلاش کر لیا ہے۔''

انہوں نے فاروق کی آواز سنی... عین اس لمحے انسپکٹر جمشید کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی۔

☆☆☆☆☆
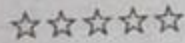
ہٹ

وہ فاروق کی بات درمیان میں چھوڑ کر فون کی طرف متوجہ ہو
گئے... دوسری طرف سے اکرام پر جوش انداز میں کہہ رہا تھا:

''سر! آ جائیں... ایک اہم سراغ ملا ہے... امید ہے... ہم لوگ
مجرموں تک پہنچ جائیں گے۔''

''بہت خوب اکرام... ہم آ رہے ہیں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا... اور فاروق کی طرف مڑے:

''اکرام نے کوئی خاص سراغ پا لیا ہے... ہم ادھر چل رہے ہیں...
ادھر تم کہہ رہے ہو کہ اس خالی جگہ کا راستہ تم نے تلاش کر لیا ہے... اگر بات یہی
ہے تو پھر جلدی کرو... ہم اس خالی جگہ کو اندر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔''

فاروق مسکرایا، پھر اس نے کہا:

''اس دیوار پر جو ٹائلیں لگی ہیں، وہ سب کی سب ایک رنگ کی
ہیں... البتہ ان میں بالکل درمیانی ٹائل قدرے مختلف ہے... اس کو دیکھ کر ایک
تو یہ خیال آتا ہے کہ چونکہ یہ عین مرکز میں ہے، اس لیے قدرے مختلف رنگ کی
لگائی گئی ہے... یا قدرے مختلف اس لیے لگائی گئی ہے کہ ٹائلیں ختم ہو گئیں تھیں...
لہٰذا مجبوراً قدرے مختلف صرف ایک ٹائل لگا دی گئی...''

''یہ بات حلق سے نہیں اترتی... لہٰذا یہی کہا جائے گا کہ جان بوجھ کر
مختلف ڈیزائن کی لگائی گئی ہے... اب چونکہ یہ بات فاروق نے دریافت کی

ہے... لہٰذا فاروق ہی اس ٹائل کو دبائے گا... ہاں فاروق بسم اللہ کرو۔''

''بسم اللہ۔''

اس نے کہا اور دباؤ ڈالا۔ فوراً ہی دیوار میں ایک دروازہ نظر
آیا اور خلا کا منظر بھی نظر آ گیا... انہوں نے دیکھا... اندر ایک بستر بچھانے جتنی
جگہ موجود تھی اور وہاں بستر بھی بچھا تھا... اس پر کوئی لیٹا ہوا تھا... اس نے
پیروں سے لے کر سر تک چادر تانی ہوئی تھی...

''اس کا مطلب... ہم نے ڈاکٹر جبران کو تلاش کر لیا۔'' خان
رحمان پر جوش انداز میں بولے۔

''بالکل یہی بات ہے۔'' محمود نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھا۔

''ایک منٹ بھئی۔'' انسپکٹر جمشید نے اسے روک دیا۔

وہ ان کی طرف مڑا اور بولا:

''جی فرمائیے۔''

''پہلے وجاہت دارا اور ان کی بیگم کو بلا کر لے آؤ۔''

''اوہ جی ہاں... واقعی۔'' فاروق نے چونک کر بولا... پھر اس نے
ڈرائنگ روم کی طرف دوڑ لگا دی، جلد ہی اس کی واپسی ہوئی... اس کے چہرے
پر بدحواسی نظر آئی:

''کیا ہوا... فاروق۔''

''نن... نہیں... نہیں۔'' فاروق بوکھلا اٹھا۔

''کیا ہوا بھئی...'' انہوں نے منہ بنایا۔

''وہ... وہ ڈرائنگ روم میں...'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''کیا ہوا۔'' انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"ڈرائنگ روم میں کوئی نہیں ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

O

ان کے چہروں پر حیرت دوڑ گئی... دوڑ کر ڈرائنگ روم میں آئے... اندر واقعی کوئی نہیں تھا...

"محمود! دروازے کو تالا لگا دو... تاکہ جب ماہرین نشانات اٹھانے کے لیے آئیں تو انہیں کمرہ جوں کا توں حالت میں ملے۔"

"جی اچھا۔" محمود نے کہا اور دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔

"آؤ! اب دیکھیں خلا میں کون ہے۔" انہوں نے کہا اور اس طرف مڑ گئے۔

"نہیں جمشید۔" پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"نہیں... کیا مطلب؟" وہ چونک کر ان کی طرف مڑے۔

"فوراً باہر نکل چلو... میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی... ساتھ ہی چلائے:

"بھاگو۔"

وہ افراتفری کے عالم میں دوڑتے ہوئے باہر نکل آئے:

"رکو نہیں جمشید... رکو نہیں۔" پروفیسر داؤد دوڑتے ہوئے کہا۔

دوڑتے دوڑتے آخر وہ اس کوٹھی سے کافی دور نکل آئے اور پھر

انہوں نے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکا سنا... وہ گرتے گرتے بچے... کیونکہ دھماکا بہت ہولناک تھا... آس پاس کی عمارتوں کے شیشے ٹوٹتے ہوئے انہوں نے دوڑتے دوڑتے دیکھے... اب وہ رک گئے... انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرف دیکھا جہاں تھوڑی دیر پہلے وجاہت دارا کی خوب صورت کوٹھی موجود تھی... اب وہاں ملبے کا بہت اونچا ڈھیر نظر آیا۔

"اُف! یہ کیا ہوا... بب بے چارے پروفیسر جبران مارے گئے۔" پروفیسر داؤد نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"اب یہاں رک کر ہم وقت ضائع کریں گے... آیئے پہلے ادھر چلیں... جہاں اکرام نے کوئی خاص بات معلوم کی ہے۔"

"اور... اور ہماری گاڑی۔"

"نہ جانے گاڑی کا کیا حال ہوگا... کتنا ملبہ اس پر گرا ہوگا... یہ دیکھنے کے لیے ہم رک نہیں سکتے... آیئے چلیں۔"

انہوں نے دو ٹیکسوں کو روکا اور ان میں بیٹھ کر ڈاکٹر جبران کی تجربہ گاہ پہنچے... اکرام کوٹھی کے لان میں بے تابانہ انداز میں ٹہلتا نظر آیا:

"ہاں! اکرام! کیا رپورٹ ہے۔"

"سر! انگلیوں کے نشانات مل گئے ہیں اور ریکارڈ میں چیک بھی ہو گئے ہیں... اغوا کرنے والوں میں سے ایک بھوتان ہے... بھوتان کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے، ان کا ریکارڈ ہمارے پاس نہیں نکلا... لیکن ہم بھوتان تک پہنچ سکتے ہیں... میں اس کے خفیہ ٹھکانوں سے واقف ہوں اور یہ بات اسے معلوم نہیں..."

"بہت خوب اکرام... اور کوئی بات۔"

"اور سر! مقتول کے ناخن میں لگا ہوا خون اور دوسرے ہاتھ کے ناخنوں میں پھنسے ہوئے بال تجزیے کے لیے دیے گئے تھے... ان کی رپورٹیں بھی موصول ہو گئی ہیں۔"

"جلدی سناؤ اکرام... مارے بے چینی کے برا حال ہے۔"

"پہلی بات سر... خون مقتول کا نہیں ہے... لیکن کس کا ہے... یہ ہم معلوم نہیں کر سکے... تاہم وہ پہرے داروں میں سے کسی کا نہیں ہے... بالوں کے بارے میں بھی یہی بات ہے... وہ پہرے داروں میں سے کسی کے نہیں ہیں۔"

"اور گھر کے دوسرے افراد کو کیوں چیک نہیں کیا گیا۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ گھر کا فرد ہی اغوا ہوا ہے، انہیں چیک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"اس کے باوجود ہمارا اصول یہ ہے کہ کسی کو شک سے بری نہ سمجھو۔"

"بہت بہتر... میں ابھی ان کے بال اور خون کے نمونے لے لیتا ہوں... اور ان سے ملا کر دیکھ لیتے ہیں۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا... لیکن یہ کام ماہرین کے ذمے لگا دو۔ ہم بھوتان کی تلاش میں نکلتے ہیں۔"

"بہت بہتر سر۔" اس نے فوراً کہا اور ایک ماتحت کو ہدایات دینے لگا۔

جلد ہی وہ بھوتان کے خفیہ ٹھکانے کی طرف اڑے جا رہے تھے:

"کیا یہ بات عجیب نہیں ابا جان کہ بھوتان اپنی انگلیوں کے نشانات

کیوں چھوڑ گیا... اگر اس کا ریکارڈ ہمارے دفتر میں ہے تو وہ کوئی ماہر مجرم ہی ہو سکتا ہے۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"بعض اوقات ماہر سے ماہر مجرم سے غلطی ہو جاتی ہے... یا پھر وہ اس قدر مغرور ہے کہ اس نے دستانے پہن کر واردات کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔" محمود کی بات کا جواب اکرام نے دیا۔

"چلیے... خیر... دوسری بات... وجاہت دارا کے ہاں خفیہ جگہ کا ثابت ہونا اور پھر ان دونوں کا فرار ہو جانا بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں۔"

"اس کیس میں اور بھی کئی عجیب باتیں موجود ہیں... مجرموں کو ایک بات معلوم تھی... ڈاکٹر جبران اور ان کی بیگم کے واپس آنے تک کا وقت انہیں معلوم تھا... پھر تمام پہرے داروں کو اندر کیوں بلا لیا گیا... اس طرح حملہ آور نہایت آسانی سے اندر داخل ہو گئے... اور ان سب کو بے ہوش کر کے ڈاکٹر جبران کو لے گئے... ایک عجیب بات ہے یہ کہ وجاہت دارا کی بیوی اور ڈاکٹر جبران کی بیوی آپس میں بہنیں تھیں... یہ دونوں بیرون ملک میں پڑھتے تھے... وہیں ان دونوں نے شادیاں کیں... اب آج کی واردات سے پہلے وجاہت دارا کے ہاں ان کی دعوت تھی، یہ دونوں میاں بیوی دعوت میں تھے کہ ادھر وہ پراسرار شخص آ دھمکا... اب میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ وہ اغوا کے انتظامات مکمل کرنے کے لیے آیا تھا... جب انتظامات مکمل ہو گئے تو وہ چلا گیا... اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ عین اس وقت آیا جب ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم اندر آ گئے... یہ سب باتیں عجیب ہیں... لیکن پہلے ہم بھوتان کو دیکھیں گے... اگر اس سے ملاقات ہو جاتی ہے تو کیا ہی بات ہے۔"

"میں تو صرف اس کے ٹھکانے سے واقف ہوں سر۔" اکرام نے

پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہاں ہاں... میں سمجھتا ہوں۔''

''ویسے انکل! آپ کو اس کے ٹھکانے کا کیسے پتا چلا۔''

''اس سے پہلے یہ ایک واردات میں پکڑا گیا تھا... اسی ٹھکانے سے ہم نے اسے گرفتار کیا تھا۔''

''تب تو پھر وہ یہاں نہیں ملے گا۔'' فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

''وہ یہیں مل جائے گا۔'' اکرام مسکرایا۔

''خیر تو ہے انکل... آپ آج بہت پراسرار نظر آ رہے ہیں۔'' فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

''بس یوں سمجھ لیں... کہ آپ کی نقل کر رہا ہوں۔''

''خیر... یہ بتا دیں... آپ کو بھوتان کے یہاں ملنے کی امید کیوں ہے... جب کہ ہمیں اس کا دور دور تک امکان نظر نہیں آ رہا۔''

''میں وضاحت کیے دیتا ہوں... بھوتان کو یہ بات معلوم نہیں کہ ہم اس کے ٹھکانے سے واقف ہیں... اسے گرفتار پہلے کیا گیا تھا اور میں نے اس کے ٹھکانے کا سراغ بعد میں لگایا تھا... لہٰذا جب وہ سزا کاٹ کر رہا ہوا تو سیدھا یہیں آیا تھا... میرے ایک ماتحت نے اس کا تعاقب کیا تھا۔''

''بہت خوب اکرام... تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے میں تمہیں اپنے باقی ماتحتوں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔''

''آپ تو مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔'' سب انسپکٹر اکرام واقعی شرمسار نظر آ رہا تھا۔

پھر وہ بھوتان کی رہائش کے سامنے پہنچ گئے... یہ سمندر کے

کنارے بنایا گیا ایک ہٹ تھا...

''سر! پہلے صرف میں جاتا ہوں... وہ مجھ اکیلے سے خوف نہیں کھائے گا۔''

''خیر... وہ اتنا بھی بے وقوف نہیں ہو سکتا کہ تمہیں اکیلا ہی خیال کرے... یہ بات اسے ضرور محسوس ہو جائے گی کہ تمہارے پیچھے تمہارے ماتحت ضرور ہیں۔''

''چلیے پھر اکٹھے ہی چلتے ہیں۔''

یہ کہتے ہوئے اکرام نے دروازے کی گھنٹی بجا دی... دو تین بار گھنٹی بجانے پر بھی کوئی باہر نہ آیا... جب کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔

''دروازہ توڑنا پڑے گا اکرام۔''

''اوکے سر۔''

اکرام کے ماتحتوں نے جلد ہی دروازہ توڑ ڈالا... یہ دو کمروں کا ہٹ تھا... اندر بے ترتیبی کا عالم تھا... پہلے کمرے سے گزر کر جب وہ دوسرے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کے اوپر کے سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے۔

☆☆☆☆☆

قاتل

دوسرے کمرے میں بھوتان کی لاش پڑی ہے... ایک خنجر اس کے سینے میں پیوست تھا... خون چاروں طرف پھیلا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا، اس واردات کو ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا تھا... انسپکٹر جمشید نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی کو چھو کر دیکھا... جسم قدرے گرم تھا... اس سے بھی یہی ثابت ہو رہا تھا کہ اسے کچھ ہی دیر پہلے قتل کیا گیا ہے...

''حیرت ہے... باہر کا دروازہ بند تھا... پھر قاتل...'' خان رحمان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ اسی وقت انسپکٹر جمشید نے کہا تھا۔

''وہ رہی کھڑکی... اس میں سلاخیں نہیں ہیں... اور یہ سمندر کی طرف کھلتی ہے...... اسی لیے ہم دروازہ کھلنے پر پہلے اس طرف نہیں آئے... قاتل کے لیے اس طرف سے نکل جانا بھلا کیا مشکل تھا۔''

''اس کا مطلب تو یہ ہے جمشید کہ مجرم نہیں چاہتا تھا، ہماری اس سے ملاقات ہو... اس کے خیال میں ہم اس سے مجرم کے بارے میں معلوم کر سکتے تھے... اسی لیے اسے قتل کر دیا گیا۔'' پروفیسر داؤد پر خیال انداز میں بولے۔

''ہاں! بھوتان جانتا تھا... ڈاکٹر جبران ڈاہر کے پائیں باغ سے ملنے والی لاش کس کی ہے اور اسے کس نے اور کیوں ختم کیا ہے... لہٰذا اسے خاموش کر دیا گیا... کیونکہ اس طرح یہ کیس ختم ہو جاتا، ہم معاملے کی تہ تک پہنچ

جاتے... اور ڈاکٹر جبران ڈاہر تک پہنچ جاتے...''

''لیکن یہ اس قدر جلدی کیسے ہو گیا جمشید۔'' خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہاں واقعی جمشید... ہم ڈاکٹر جبران ڈاہر کی کوٹھی پہنچے تو وہاں اکرام موجود تھا... اس نے ہمیں بھوتان کے بارے میں بتایا... غالباً اس سے پہلے تو اس نے کسی کو بھی کچھ نہیں بتایا ہوگا... یا بتایا ہوگا...''

''بالکل نہیں... کیوں اکرام...''

''ہرگز نہیں... بھلا میں آپ سے پہلے یہ بات کیسے کسی کو بتا سکتا تھا۔''

''تب پھر مجرم کو کیسے پتا چل گیا... کہ اب ہم بھوتان کی طرف جا رہے ہیں...'' محمود نے پر جوش انداز میں کہا۔

''بہت خوب... بہت اہم۔'' انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

''اور جب انکل اکرام ہمیں یہ بات بتا رہے تھے... تو وہاں ہمارے آس پاس کون تھا۔'' فرزانہ نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

''کک... کوئی نہیں...'' فاروق کے منہ سے نکلا۔

''اس کے باوجود ہماری گفتگو کسی نہ کسی نے سنی ہے... گفتگو سنتے ہی اس نے اپنے کسی ساتھی کو ہدایات دیں... کہ فوراً سے پہلے بھوتان تک پہنچو اور اسے ختم کر دو... ورنہ انسپکٹر جمشید پارٹی اس تک پہنچا ہی چاہتی ہے...''

''واقعی... یہی بات ہے... تب پھر وہ کون ہے... جس نے ہماری بات چیت سن لی تھی۔'' محمود چلایا۔

''وہی ہمارا مجرم ہے...'' انسپکٹر جمشید نے اعلان کرنے والے

انداز میں کہا۔

"وہاں پہرے دار موجود تھے... انھوں نے ہماری بات چیت سنی ہوگی۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

"ہم پہرے داروں سے فاصلے پر تھے... پھر وہ اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر تھے... اور اب یاد کرو... اس پراسرار شخص کو... جو ڈاکٹر جبران ڈاہر کے لوٹ کر آنے سے پہلے وہاں آیا تھا... تم تینوں بھی وہاں پہنچ گئے تھے... اس کی اس پہلی آمد کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی... لیکن اب میں بتا سکتا ہوں کہ وہ کیوں آیا تھا..."

"کیوں آیا تھا؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اسے وہاں کچھ آلات فٹ کرنے تھے... تاکہ وہاں ہونے والی تفتیش کے بارے میں ساتھ ساتھ اسے معلوم ہوتا رہے۔"

"آپ... آپ کا مطلب ہے... وہی ہمارا مجرم ہے۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! بالکل۔"

"لیکن افسوس! ہم نہیں جانتے... وہ کون تھا۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا..." انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی کیا مطلب؟" ان کے منہ سے نکلا۔

"بھئی آخر وہ یہاں تو آیا تھا نا... کیا نام بتایا تھا اس نے اپنا... ہاں یاد آیا... گھاری... گھاری یہاں آیا تھا... اس نے بھوتان کو قتل کیا ہے... اور ظاہر ہے... ہر مجرم سے کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہوتی ہے... وہ اپنا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور چھوڑتا ہے... اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس کی غلطی کو پکڑیں... اس

کے سراغ کو تلاش کریں... چلو جائزہ لو... اور اکرام تم اپنے ماہرین کو بلا لو۔"

"جی ہاں! وہ تو بلانا ہوگا۔" وہ مسکرایا۔

اب وہ لاش کی طرف متوجہ ہوئے... انھوں نے آس پاس کا جائزہ لیا... اس کھڑکی کو دیکھا... جس کے ذریعے قاتل سمندر کی طرف اتر کر فرار ہوا تھا... اس نے دروازہ اندر سے بند ہی رہنے دیا تھا... تاکہ ان کا کچھ وقت دروازہ توڑنے میں صرف ہو جائے... اور اسے ان سے دور نکل جانے کا موقع مل جائے... گویا وہ ان کی وہاں آمد سے کچھ ہی دیر پہلے فرار ہوا تھا... لاش کی حالت بھی یہی بتا رہی تھی کہ اسے کچھ ہی دیر پہلے قتل کیا گیا تھا...

سب سے پہلے فرزانہ نے اس کھڑکی کی طرف توجہ دی... اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا اور پھر چلا اٹھی:

"ارے... وہ ابھی پانی میں ہی ہے... ہماری وجہ سے وہ پانی میں تیر کر کافی دور ساحل پر پہنچنے کے چکر میں ہے۔"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے... اور پھر انسپکٹر جمشید دوڑ کر کھڑکی کی طرف آئے... انھوں نے سمندر میں ایک شخص کو کافی دور تیرتے دیکھا... بس پھر کیا تھا... انھوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... تیزی سے دوڑتے ہوئے پانی میں چھلانگ لگا دی... ساتھ ہی وہ چلا اٹھے...

"باقی لوگ یہیں ٹھہریں۔"

"لیکن ابا جان... اگر وہ گھاری ہے تو بہت خطرناک ہے۔"

"تم فکر نہ کرو... میں انشاء اللہ اسے دیکھ لوں گا... بس تم یہیں ٹھہرو... اور کوئی اور سراغ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔"

"اب تو اصل مجرم ہاتھ لگنے کے امکانات نظر آ رہے ہیں... اب

ہمیں کسی سراغ کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔''

''وہ کوئی اور شخص بھی ہوسکتا ہے۔'' وہ بولے۔

''اچھی بات ہے... آپ فکر نہ کریں... ہم سراغ کی تلاش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے۔'' محمود نے ہانک لگائی اور وہ مسکرانے لگے۔

''کھڑکی پر اس کی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں... ظاہر ہے... کھڑکی پر چڑھنے کے لیے اسے ہاتھوں کا سہارا لینا پڑا تھا... اور میں یہاں خون کے چند دھبے بھی دیکھ رہا ہوں... لہٰذا ان دھبوں کے درمیان انگلیوں کے نشانات بھی موجود ہوں گے... انکل! مہربانی فرما کر یہ نشانات اٹھوا لیجیے گا اور خون تو خیر مقتول ہی کا ہوگا۔''

''اور یہ دیکھیے... یہاں ایک اور چیز پڑی ہے... اس چیز کی یہاں موجودگی حد درجے حیرت انگیز ہے...'' فرزانہ نے کہا۔ وہ سب اس چیز پر جھک گئے... ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں... وہ ہیرے کی ایک انگوٹھی ہے...

''یہ... یہ انگوٹھی تو بیگم ڈاہر کی ہے۔'' محمود نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

''ہاں! یہ ٹھیک ہے... لیکن بھئی اس میں حیرت کی کون سی بات ہے... گھاری نے وہاں سب کو بے ہوش کیا تھا... اس وقت بیگم جبران ڈاہر بھی بے ہوش تھیں... ایسے میں اس کی نظر ہیرے کی انگوٹھی پر پڑ گئی ہوگی... اس نے سوچا ہوگا... چلو لگے ہاتھوں یہ انگوٹھی بھی لے چلتے ہیں... بس اس نے بیگم جبران کی انگلی سے یہ نکال لی... یہ انگوٹھی اس کی انگلی میں تو آئی نہیں ہوگی... اس نے جیب میں رکھ لی ہوگی... اور قتل کے وقت یہ اس سے یہاں رہ گئی...''

فرزانہ کہتی چلی گئی۔

''اس کی ایک اور صورت یہ ہے کہ یہ انگوٹھی بھوتان نے نکالی ہے... قتل کے وقت یہ اس کے ہاتھوں میں ہوگی... شاید وہ اس کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ گھاری آدھمکا... وہ آخر اس کا ساتھی یا ماتحت تھا... کیسے اسے اندر نہ آنے دیتا... ادھر گھاری نے اندر داخل ہوتے ہی اس پر خنجر کا وار کیا اور اپنا وار کامیاب پا کر کھڑکی سے کود گیا... اندر سے دروازہ پہلے ہی بند کر چکا ہوگا...'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیے... ان کا مطلب یہ تھا کہ ہاں اس کا بھی امکان ہے۔

''تب پھر ہمیں دو چیزیں تو مل ہی گئی ہیں... ادھر ابا جان گھاری کو پکڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے... لہٰذا کیس ختم۔'' محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔

''حد ہوگئی... کیس کیسے ختم... ابھی ہم ڈاکٹر جبران کو تلاش کرنے میں کہاں کامیاب ہوئے ہیں۔'' فاروق نے اسے گھورا۔

''تو اس میں اس طرح گھورنے کی کون سی بات ہے۔''

''تب پھر اس طرح گھورنے کی بات کس میں ہے۔''

''بھئی سامنے کی بات ہے... اگر ہم گھاری کو گرفتار کر لیتے ہیں تو اس سے یہ بھی معلوم کر لیں گے کہ ڈاکٹر جبران کہاں ہیں۔''

''بالکل ٹھیک... لیکن جمشید واپس آتے نظر نہیں آ رہے۔'' خان رحمان نے سمندر کی سطح پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''گھاری بھی کم تیز طرار نہیں... شاید اس سے مقابلہ اتنا آسا

ثابت نہ ہو..." فرزانہ بڑبڑائی۔

اب ان سب کی نظریں سمندر پر جم کر رہ گئیں... پھر بہت دیر گزر گئی۔ ادھر اکرام کے ماتحت وہاں پہنچ چکے تھے اور اپنا کام کر رہے تھے... دوسری طرف انسپکٹر جمشید تھے کہ آنے کا نام نہیں لے رہے تھے... آخر وہ اٹھنے لگے:

"میرا خیال ہے، ہمیں ڈاکٹر جبران کی طرف چلنا چاہیے... ابا جان شاید بہت دور نکل گئے... اور اب اس طرف لوٹ آنے کے امکانات نہیں ہیں... وہ وہیں پہنچ جائیں گے... ہمارے پاس اب یہ انگوٹھی موجود ہے... شاید ہم ابا جان سے پہلے ڈاکٹر جبران تک پہنچ جائیں..." محمود نے تیز لہجے میں کہا۔

"ارے واہ! یہ تو پھر بہت مزے کی بات ہوگی۔" خان رحمان خوش ہوگئے۔

"میں بھی یہی کہتا ہوں۔" پروفیسر مسکرائے۔

اور پھر وہ وہاں سے واپس شہر کی طرف روانہ ہوئے... انسپکٹر جمشید کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

کوٹھی پہنچے تو بیگم ڈاہر وہاں موجود تھیں... ان کے ساتھ انسپکٹر جمشید کو نہ پا کر حیران ہوئیں اور بولیں:

"آپ کے ساتھی انسپکٹر جمشید نظر نہیں آ رہے۔"

"وہ ایک مجرم کے تعاقب میں گئے ہیں۔"

"پروفیسر صاحب کے بارے میں کیا خبر ہے۔"

"ہم ان کے نزدیک پہنچ چکے ہیں۔" محمود نے فوراً کہا۔

"کیا واقعی؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں! اور ہم آپ کو ایک چیز دکھانا چاہتے ہیں۔"

"ایک چیز... وہ کیا؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ دیکھیے۔"

محمود نے کہا اور انگوٹھی نکال کر ہتھیلی پر رکھ دی:

"ارے یہ... یہ کیا۔"

مارے خوف کے ان کے منہ سے نکلا:

☆☆☆☆☆
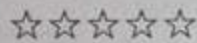
چھپا مجرم

انہیں اس قدر خوف زدہ دیکھ کر انہیں بہت حیرت ہوئی... ان کے لیے تو یہ بات خوشی کی تھی... انگوٹھی دیکھ کر انہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا... لیکن وہ بہت خوف زدہ نظر آ رہی تھیں:

''یہ... یہ آپ کو کہاں سے ملی۔'' وہ بولیں۔

''آپ نے اس انگوٹھی کا ذکر نہیں کیا تھا... کیوں؟'' فرزانہ نے انہیں گھورا۔

''میں... میں بھول گئی تھی۔''

''چلیے! اب بتا دیجیے نا یہ کیسے گم ہوئی تھی۔''

''بے ہوش ہونے سے پہلے یہ میری انگلی میں تھی... یہ قدرے ڈھیلی ہے... مجھے ہوش آیا تو یہ انگلی میں نہیں تھی... میں نے خیال کر لیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو اغوا کرنے والا میری انگوٹھی بھی لے اڑا۔''

''بالکل یہی بات ہم نے بھی سوچی تھی... لیکن آپ انگوٹھی کو دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہو گئیں... آپ کے چہرے پر تو خوشی کے آثار نظر آنے چاہییں تھے۔'' فرزانہ نے حیرت ظاہر کی۔

''وہ... پپ پتا نہیں... میں کیوں خوف زدہ ہو گئی تھی... خود میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی...'' وہ بولیں۔

''جب آپ دعوت سے لوٹے تھے... اور کوٹھی میں داخل ہوئے تھے تو اندر کے حالات سن کر آپ نے تمام پہرے داروں کو اندر بلا لیا تھا... اور اس کے فوراً بعد حملہ آور اندر آ گئے تھے... اور یہی آپ کی سب سے بڑی غلطی تھی... آخر آپ نے ایسا کیوں کیا تھا۔'' محمود نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ یہ غلطی ڈاکٹر صاحب سے ہوئی تھی۔''

''انکل اکرام... ذرا گارڈ خادم حسین کو بلائیے۔''

اکرام نے فوراً باہر کا رخ کیا... اس کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نظر آ رہے تھے... کیونکہ محمود، فاروق اور فرزانہ اس وقت اپنے خاص رنگ میں نظر آ رہے تھے...

اکرام جلد ہی ایک گارڈ کو اندر لے آیا:

''جب ڈاکٹر صاحب اور بیگم صاحبہ دعوت سے واپس آئے تو آپ لوگوں کو اندر کس نے بلایا تھا۔''

''بیگم صاحبہ نے۔''

''سنا آپ نے۔'' محمود بولا۔

''لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے... جب ابھی آپ نے اکرام صاحب سے کہا کہ گارڈ خادم حسین کو بلا کر لائیے ذرا... اسی طرح اسی وقت ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا اور میں نے فون پر فوراً اندر آنے کا حکم دیا تھا۔''

''اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ سب کے سب اندر آ جائیں۔'' محمود نے کہا۔

''ہاں! اس لیے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہی حکم دیا تھا۔''

''ہمارا خیال ہے... یہ بات نہیں ہے۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''کیا مطلب... یہ بات نہیں ہے...'' بیگم ڈاہر نے چونک کر کہا۔

''ہاں! یہ بات نہیں ہے۔''

''تب پھر کیا بات ہے... یہ آپ پہیلیاں کیوں بجھوا رہے ہیں۔''

''ہمارا خیال ہے... تمام گارڈز کو فوراً اندر بلانے والا حکم آپ نے دیا تھا... اس حکم میں ڈاکٹر جبران صاحب کی مرضی شامل نہیں تھی... نہ آپ نے انہیں دخل اندازی کا کوئی موقع دیا...'' فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

''یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... مجھے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔''

''تاکہ ڈاکٹر جبران ڈاہر کے اغوا کے منصوبے پر پوری طرح عمل ہو جائے۔''

''کیا مطلب؟'' بیگم چلا اٹھیں۔

چند لمحے سکتے کی حالت میں گزر گئے... بیگم ڈاہر بت بنی اسے گھورتی رہیں، آخر ان کے ہونٹ ہلے:

''آپ کا دماغ درست ہے... آپ مجھ پر ڈاکٹر صاحب کے اغوا کا الزام لگا رہے ہیں... یعنی میں نے اپنے شوہر کو... اپنے بچوں کے باپ کو خود اغوا کرایا ہے... آپ کے دماغ میں ضرور خلل ہے۔''

ان کی بات کے جواب میں فرزانہ مسکرائی... اس نے پرسکون آواز میں کہا:

''میں نے جو کہا ہے، سوچ سمجھ کر کہا ہے... اور میں اپنی بات پر پوری طرح قائم ہوں۔''

''لیکن بچی... کہہ دینے سے کیا ہوتا ہے... جو تم کہہ رہی ہو... اس کے ثبوت میں تم کیا کہتی ہو۔''

''ڈاکٹر جبران اگر یہ کہہ دیں کہ انہوں نے گارڈز کو اندر نہیں بلایا تھا، بلکہ یہ حکم بیگم صاحبہ نے دیا تھا تو آپ کیا کہیں گی۔'' فرزانہ نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔

''سوال یہ ہے کہ وہ ایسی بات کیوں کہنے لگے... اور پھر وہ تو یہاں ہیں ہی نہیں۔''

''ہم انہیں بہت جلد تلاش کر لیں گے... بلکہ شاید ہم تلاش کر بھی چکے ہیں۔'' فرزانہ مسکرائی۔

''حد ہو گئی... یہ تم کیا کہہ گئیں فرزانہ۔'' محمود نے گویا اسے خبردار کیا۔

''شاید نہیں! ہم یقیناً انہیں تلاش کر چکے ہیں۔''

''لگتا ہے... تمہارا دماغ چل گیا ہے... یہاں میرے سامنے موجود ہو اور کہہ رہی ہو... ہم ڈاکٹر صاحب کو تلاش کر چکے ہیں... تلاش کر چکے ہو تو وہ سامنے کیوں نہیں آئے۔''

''وہ سامنے آنے ہی والے ہیں... اور یہ اقرار کرنے ہی والے ہیں۔''

''میں نے اتنی بے وقوفی والی بات زندگی میں کبھی نہیں سنی... میں ڈاکٹر جبران ڈاہر کی بیوی ہوں... ان کے بچوں کی ماں ہوں... اور میں ہی انہیں اغوا کراؤں گی... خیر... لگے ہاتھوں ذرا آپ یہ بھی بتا دیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا... کیا ضرورت تھی مجھے۔''

''آپ اور بیگم وجاہت غیر ملکی تھیں... ڈاکٹر صاحب اور وجاہت صاحب سے شادی کی پھر آپ دونوں مسلمان ہو گئی تھیں... لیکن یہ سب ڈرامہ

تھا۔"

"کیا مطلب... یہ سب ڈرامہ تھا... آپ کا مطلب ہے... ہمارا ان دونوں سے شادی کرنا ڈرامہ تھا۔"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے۔"

"فرزانہ... ذرا سوچ..." محمود نے پریشانی کے عالم میں کہنا چاہا، لیکن فرزانہ نے جیسے سنا ہی نہیں... وہ اپنی رو میں کہہ رہی تھی۔

"یہ ڈرامہ تھا... تاکہ یہ دونوں حضرات آپ بہنوں سے شادی کر سکیں اور آپ ہمارے ملک میں آسکیں اور آکر یہاں خرابیاں پیدا کر سکیں... اپنے آقاؤں کے احکامات پر عمل کرکے ہمارے ملک کے نظام کو درہم برہم کرنے میں کردار ادا کرسکیں... یہ پروگرام تو جاری تھا ہی اور آپ دونوں یہ کام کر ہی رہی تھیں... لیکن درمیان میں معاملہ آگیا... ڈاکٹر جبران ڈاہر کا... انہیں آپ پر شک ہوگیا... شاید انہوں نے آپ کی کوئی گفتگو سن لی تھی... جو آپ اپنے ساتھیوں سے کر رہی ہونگی... بس انہوں یا آپ کی نگرانی شروع کردی... اور آخر انہوں نے جان لیا کہ آپ کیا ہیں... ادھر آپ یہ جان چکی تھیں تھی کہ ڈاکٹر کو شک ہوگیا ہے... اور وہ کسی بھی لمحے آپ کو گرفتار کرا سکتے ہیں... بس آپ نے فیصلہ کرلیا کہ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر آپ کو گرفتار کرا دے... اسے راستے سے ہٹا کیوں نہ دیا جائے... آپ نے اپنے اصل ملک کے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے بات کی... اس نے گھاری کو اس منصوبے پر عمل کرنے کے لیے بھیج دیا... بھوٹان اور اس کے ماتحت یہاں پہلے ہی ان کے احکامات پر عمل کر رہے تھے... چنانچہ اغوا کے سلسلے میں ان کی مدد لی گئی... ڈاکٹر بے چارے ابھی اس پر غور کر رہے تھے کہ آپ والے معاملے سے کس طرح نبٹا

جائے... بس اس سے پہلے کہ وہ کوئی تدبیر کرتے... انہیں اغوا کرلیا گیا... یہ ہے کل کہانی... کہیے بیگم صاحبہ... آپ اس بارے میں کیا کہتی ہیں۔" فرزانہ یہاں تک کہ کر خاموش ہوگئی۔

"یہ آپ کے ذہن میں آنے والی کہانی ہے اور کچھ نہیں... میں اپنے شوہر کی وفادار ہوں... کیا اور غیر ملکی عورتیں یہاں بیوی بن کر نہیں رہ رہیں اور پھر آپ کے پاس ان باتوں کا ثبوت کیا ہے... آپ میرے خلاف عدالت میں کیا ثبوت پیش کریں گے... پھر آپ نے اس لاش کے بارے میں کچھ نہیں کہا... آخر اس کہانی سے اس لاش کا کیا تعلق ہے... اس پر بھی تو رائے زنی فرمائیے۔" بیگم جبران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں نہیں... اس کے بارے میں بھی سن لیں... وہ حملہ آوروں میں سے ایک تھا... اس واردات کے دوران اسے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس اغوا کی اصل کرتا دھرتا تو بیگم صاحبہ ہیں... اسے بہت حیرت ہوئی اس نے گھاری اور آپ کی بات چیت سن لی تھی... آپ اور گھاری اس وقت خفیہ طور پر اس اغوا کے سلسلے میں بات چیت کر رہے تھے... اس وقت تمام گارڈز اور ڈاکٹر صاحب کے گھر والے بے ہوش پڑے تھے... تو پھر بیگم صاحبہ کو بھی بے ہوش ہونا چاہیے تھا... لیکن وہ تو پائیں باغ میں گھاری سے گفتگو میں مصروف تھیں... یہ بات اس نے دیکھ لی... مارے حیرت اور خوف کے اس کا برا حال ہوگیا... ایسے میں بیگم صاحبہ آپ نے اسے دیکھ لیا... بس آپ نے گھاری کو اشارہ کیا کہ اس شخص کا کام تمام کردو... ورنہ میرا راز ظاہر ہوجائے گا...

گھاری اس پر ٹوٹ پڑا... اس نے جان بچانے کے لیے دوڑ لگادی... اس طرح آپ درمیان میں آگئیں... گھاری نے اس کے نزدیک

پہنچ کر خنجر کا وار کیا اور بس... اس کی انگلیوں میں پھنسے ہوئے بال دراصل
گھاری کے تھے... اپنے بچاؤ کے سلسلے میں ظاہر ہے، ہاتھ پاؤں تو مارے ہوں
گے... ایسے میں اس کا ہاتھ گھاری کے بالوں تک جا پہنچا۔''

''یہ اب بھی ایک کہانی ہے... اور میرے خلاف آپ کے پاس کوئی
ثبوت نہیں۔'' بیگم جبران مسکرائیں... پھر انہوں نے طنزیہ لہجے میں کہا:

''اور اگر یہ معاملہ صرف ہم دونوں بہنوں تک ہے... تو وجاہت
دارا کیوں بیوی کے ساتھ فرار ہوئے۔''

فرزانہ چکرا گئی... اس پہلو کی طرف اس کا دھیان نہیں گیا
تھا... اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی... ایک آواز ابھری:

''اس کا جواب میں دوں گا۔''

☆☆☆☆☆

آستین

یہ آواز انسپکٹر جمشید کی تھی... ان کے چہروں پر رونق آگئی...
اب تک وہ ان کے بارے میں فکر مند تھے... انہوں نے دیکھا... وہ لباس
تبدیل کر چکے تھے...

''شکر ہے آپ آگئے... گھاری کا کیا بنا۔'' محمود نے فوراً کہا۔

''تم گھاری کی بات چھوڑو... ان کی بات کرو... یہ ثبوت کی بات کر
رہی ہیں... تو میں دوں گا ان کے خلاف ثبوت... اور وہ ثبوت ایسا ہوگا کہ دنیا
کی کوئی عدالت اس ثبوت کو جھٹلا نہیں سکے گی... اکرام... مقتول کے ناخن میں
لگا ہوا خون کس کا ثابت ہوا ہے... میں نے تم سے کہا تھا نا کہ بیگم صاحبہ کے خون
کا نمونہ بھی لیا جائے۔''

''جی ہاں... ہم نے ایسا کیا تھا... میں ابھی رپورٹ معلوم کرتا
ہوں۔''

اب انہوں نے ماہرین کی ٹیم کے انچارج کو فون کیا اور خون کی
رپورٹ کا پوچھا... ادھر سے انچارج نے کہا:

''مجھے جو رپورٹ ملی ہے... اس کے مطابق وہ خون بیگم جبران کا
نہیں تھا۔''

''کیا!!!'' انسپکٹر جمشید چلائے۔

''جی رپورٹ یہی ہے... اور پھر ان کے جسم پر تو کوئی زخم تھا ہی
نہیں... ان کا خون مقتول کے ناخن میں کیسے ہو سکتا ہے۔''

"کیا کہہ رہے ہو بھئی۔" اکرام نے مارے حیرت کے کہا۔

"یہی بات ہے سر۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

فون بند کر کے اکرام نے انہیں رپورٹ سنائی... ان کے چہرے پر بھی حیرت دوڑ گئی... پھر انہوں نے کہا:

"جس شخص نے یہ رپورٹ لکھی ہے یعنی جس نے خون تجزیہ کیا... اسے یہیں بلالو اکرام۔"

"میں آپ کی اس ساری تفتیش کے دوران یہاں مجرموں کی طرح کھڑی نہیں رہ سکتی... لہٰذا میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں... جب آپ بلائیں گے، آجاؤں گی..." یہ کہہ کر وہ لگیں جانے... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا:

"ایک منٹ!"

وہ ان کی طرف مڑیں تو انسپکٹر جمشید کے ہاتھ میں پستول تھا اور اس کا رخ ان کے سینے کی طرف تھا:

"کیا مطلب؟"

"گھاری گرفتار ہو چکا ہے... اور میں اس سے ساری کہانی اگلوا چکا ہوں... اس کہانی میں اور فرزانہ کی سنائی ہوئی کہانی میں کوئی فرق نہیں ہے... لہٰذا ہماری اصل مجرم آپ ہیں... گھاری نے وہ جگہ بھی بتا دی ہے... جہاں ڈاکٹر جبران کو رکھا گیا ہے..."

"کیا... نہیں..." وہ چلائی۔ پھر چونک کر بولی:

"تب پھر میرا خون وہ کیوں نہیں ہے... جو مقتول کے ناخن میں لگا ملا ہے۔"

"وہ خون گھاری کا بھی ہو سکتا ہے... لیکن خیر... میں نے ماہر کو بلایا ہے... اس وقت تک آپ یہ سن لیں کہ وجاہت دارا اپنی بیوی کے ساتھ فرار نہیں ہوئے، بلکہ بیوی انھیں پستول کی زد پر وہاں سے باہر لے گئی اور اسے گاڑی چلانے پر مجبور کیا... اس طرح وجاہت دارا بھی ڈاکٹر جبران کے ساتھ ہی بازیاب ہو گئے ہیں۔"

"نن نہیں۔"

"اب تو مہربانی فرما کر اپنا جرم قبول کر لیں۔" فاروق کی شوخ آواز گونجی۔

"ہرگز نہیں... میرے خلاف عدالت میں پھر بھی آپ کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکیں گے۔"

"میرا خیال ہے کہ میں پیش کر سکوں گا... وہ اس طرح کہ اس ماہر نے غداری کی ہے... کسی بڑی رقم کے لالچ میں غلط رپورٹ لکھ دی ہے... لہٰذا ہم پھر آپ کے خون کا نمونہ لیں گے... اور چیک کرائیں گے۔"

"اوہو... میرے جسم پر تو کوئی زخم ہے ہی نہیں..."

"اوہ واقعی... یہ بات بھی ہے... خیر اب میں آپ سے آخری سوال پوچھنے چلا ہوں... کیا آپ پہلے بھی آستین والی قمیص پہنتی رہتی ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ بہت زور سے اچھلی... اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا...

اب تو محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے...

"پہلے ذرا اپنی آستین ہٹائیے۔"

انھوں نے اس کا چہرہ تاریک پڑتے دیکھا... فرزانہ نے خود آگے بڑھ کر اس کی آستین ہٹائی تو وہاں ایک زخم موجود تھا اور اس پر ننھا سا پلستر لگا تھا...

''دھت تیرے کی... ابا جان پھر بھی آخر میں بازی لے گئے... لہٰذا کیس کا سہرا انھی کے سر رہا۔''

''نہیں بھئی! تم بھی بہت خوبی سے کیس کی تہ تک پہنچ گئے تھے... بس ایک زخم والی کسر رہ گئی... لہٰذا سہرا تمھیں مبارک ہو۔''

انسپکٹر جمشید نے شوخ لہجے میں کہا اور سب مسکرانے لگے۔

☆☆☆☆☆

یکم جون 2008 کو شائع ہونے والا ناول

سیاہ گلاب کا وار

سیاہ گلاب کا وار